اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۔ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

تار کا پتہ الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل ۳۵

الفضل قادیان

ایڈیٹر غلام نبی

The ALFAZL QADIAN.

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند ۱۰

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند ۱۲

نمبر ۷۳ | مورخہ ۱۸ دسمبر ۱۹۳۲ء | یوم یکشنبہ | مطابق ۱۹ شعبان ۱۳۵۱ھ | جلد ۲۰

جلسہ سالانہ پر آنے والے احبابِ جماعت کے متعلق

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعا

ہریک صاحب جو اس للّٰہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں۔ خدا تعالےٰ ان کے ساتھ ہو اور ان کو اجرِ عظیم بخشے۔ اور ان پر رحم کرے۔ اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات ان پر آسان کر دیوے اور اُن کے ہم و غم دُور فرمائے۔ اور اُن کو ہر ایک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے۔ اور ان کی مرادات کی راہیں اُن پر کھول دیوے۔ اور روزِ آخرت میں اپنے ان بندوں کے ساتھ ان کو اُٹھاوے جن پر اس کا فضل و رحم ہے۔ اور تا اختتامِ سفر ان کے بعد اُن کا خلیفہ ہو۔ اے خُدا۔ اے ذوالمجد والعطاء اور رحیم۔ اور مشکل کشا۔ یہ تمام دُعائیں قبول کر۔ اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما۔ کہ ہر یک قوت اور طاقت تجھ ہی کو ہے۔ آمین ثم آمین ؎

(اشتہار ۷ دسمبر ۱۸۹۲ء)

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی صحت اللہ تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ خاندان نبوت میں بھی ہر طرح خیریت ہے۔

۱۵ دسمبر تعلیم الاسلام ہائی سکول کے ہال میں ماسٹر محمد ابراہیم صاحب بی۔ اے انچارج ڈیبیٹنگ کلب کے زیر اہتمام ایک دلچسپ تقریری مقابلہ ہوا۔ مسٹر جگدیش چندر ایم۔ اے ہیڈ ماسٹر ڈی۔ اے وی ہائی سکول قادیان اور ایک یورپین لیڈی مس کوئنی جج تھے۔ موضوع یہ تھا۔ کہ ذریعہ تعلیم اردو ہونا چاہیئے یا انگریزی۔ پانچ طلباء نے اردو اور دو نے انگریزی کی تائید میں تقریریں کیں۔ ججوں نے چوہدری محمد شریف ساکن باجوہ متعلم جماعت دہم کو اول قرار دیا دونوں ججوں نے عبداللہ مصطفےٰ۔ عبدالقادر۔ عبدالرحیم اور حبیب الدین کی تقاریر کی بھی تعریف کی۔ اور ڈی۔ اے وی ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر صاحب نے طلباء کی قابلیت کا خاص طور پر ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے طلباء ایسا دلچسپ مظاہرہ نہیں کر سکتے۔ مس کوئنی نے بھی طلباء کی قابلیت کا اعتراف کیا ؎

اسلامی ممالک کی خبریں

اور اہم کوائف

اینگلو پرشین آئل کمپنی کا اجارہ منسوخ

ایران کی تازہ خبر سے پایا جاتا ہے۔ کہ حکومت پہلوی نے اینگلو پرشین آئل کمپنی کا وہ معاہدہ منسوخ کر دیا ہے۔ جس کے رو سے حکومت قاچار نے اسے بہت سی مراعات خصوصی دے رکھی تھیں۔ حکومت ایران کا بیان ہے۔ کہ یہ معاہدہ اس زمانہ میں کیا گیا تھا۔ جب ایران میں آئینی حکومت قائم نہ تھی۔ تنسیخ کے ساتھ ہی کمپنی کو نئے معاہدہ کی شرائط طے کرنے کی دعوت دی گئی ہے۔ انگلستان کے سرکاری حلقوں میں اس خبر سے بہت اضطراب پیدا ہو گیا ہے۔ اور خیال کیا جاتا ہے۔ کہ معاہدہ میں کوئی ایسی دفعہ نہیں جو کسی فریق کو حق تنسیخ بجانب ثابت کر سکے۔ اہل ایران اس پر اس قدر خوش ہیں۔ کہ سب جگہ چراغاں کیا گیا۔ اور خوشی کے شادیانے بجائے گئے۔ کمپنی نے حکومت کو جواب دیا ہے۔ کہ اسے اس معاہدہ کی تنسیخ کا کوئی حق نہیں۔ اس لئے اسے واپس لے لیا جائے۔ لیکن حکومت نے جواب دیا ہے۔ کہ یہ فیصلہ قطعی ہے۔ اور اس میں تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ حکومت برطانیہ نے ایران کو متنبہ کیا ہے۔ کہ وہ کمپنی کے نقصان یا اس کی کاروباری سرگرمیوں میں مداخلت کو برداشت نہ کرے گی۔

مصری وزیر اعظم کے حملہ آوروں کو سزا

قاہرہ سے ۵ دسمبر کی اطلاع ہے۔ کہ ۲ مئی ۱۹۳۲ء کو وزیر اعظم مصر کی ٹرین کو اڑانے کے لئے لائن پر بم رکھنے کے الزام میں جو دو اشخاص محمد عیسے اور احمد غریب گرفتار ہوئے تھے انہیں عمر قید کی سزا کا حکم سنا دیا گیا ہے۔ بم گاڑی پہنچنے سے قبل ہی پھٹ گیا تھا۔

افغان وفد کی ایران کو روانگی

پشاور سے ۴ دسمبر کی خبر ہے۔ کہ حکومت کابل کی ایک اطلاع کے مطابق افغانستان کے بعض معززین پر مشتمل ایک نمائندہ وفد سردار شاہ محمود خاں کی قیادت میں والئے افغانستان کا ایک مکتوب بنام شاہ ایران لے کر جا رہا ہے جس میں تحریک کی گئی ہے۔ کہ دونوں اسلامی سلطنتوں میں معاہدہ محبت و مودت مرتب کیا جائے۔

ٹرکی اور فرانس کے معاہدات

انگورہ سے ۴ دسمبر کی اطلاع ہے۔ کہ فرانس اور ٹرکی کے درمیان دو معاہدات طے ہوئے ہیں۔ ایک تو حدود ٹرکی میں واقع ریلوے کی خرید و فروخت کے متعلق ہے۔ جس کی قیمت کا فیصلہ کسی دوسرے وقت پر ملتوی کر دیا گیا ہے۔ دوسرے ان جائدادوں کے متعلق ہے۔ جو شامیوں کی ٹرکی اور ترکوں کی شام میں ہیں۔ اس کے متعلق طے پایا ہے۔ کہ ہر فریق کو اس کی سابقہ املاک واپس کر دی جائیں۔ ٹرکی نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ جو ارمن جنگ عظیم سے قبل ملحقات شام میں آباد ہوئے تھے۔ ان کو شامی قرار دیا جائے گا۔ لیکن جو لوگ اس کے بعد گئے ہیں۔ وہ اس کے ماتحت نہیں آ سکتے۔ نیز حکومت انگورہ نے فرانس سے مطالبہ کیا ہے۔ کہ وہ ان تمام ارمنوں کو جو ٹرکی کی سرحدات پر آباد ہیں۔ اندرون شام لے جائے۔ لیکن وہ ارمن اس انتقال پر تیار نہیں۔ اور خیال کیا جاتا ہے کہ حکومت فرانس کو اس کے لئے طاقت استعمال کرنی پڑے گی۔

ایران و ٹرکی میں معاہدہ محبت

انگورہ سے ۴ دسمبر کی خبر ہے۔ کہ حکومت ایران کے وزیر خارجہ فروغی خان نے اوائل نومبر میں بمقام استنبول ٹرکی کے وزیر خارجہ توفیق رشدی بک کے ساتھ ایک معاہدہ محبت طے کیا ہے۔ جو پانچ برس تک نافذ رہے گا۔

ایرانی پارلیمنٹ میں پارٹیاں

اس وقت تک ایران کی پارلیمنٹ میں کوئی مخالف جماعت نہ تھی۔ حکومت جو چاہتی کر دیتی۔ اور پارلیمنٹ اس کی کارروائیوں پر مہر تصدیق ثبت کر دیتی۔ لیکن یہ امر چونکہ اصول جمہوریت کے منافی ہے اس لئے شاہ ایران نے خود سرکردہ ممبران سے ملاقات کر کے انہیں مشورہ دیا ہے۔ کہ وہ ایسی پارٹیاں قائم کریں۔ چنانچہ ایک پارٹی "حزب ترقی" کے نام سے بنائی جائے گی۔ جس کے سرپرست خود رضا شاہ پہلوی ہونگے۔

صدر جمہوریت ٹرکی اور مصری سفیر

معلوم ہوا ہے۔ کہ ٹرکی میں قیام جمہوریت کی یادگار منانے کے لئے ہر سال جو جلسہ ہوا کرتا ہے۔ اس میں حکومت مصر کے سفیر متعینہ انگورہ ترکی ٹوپی پہن کر شامل ہوئے جسے دیکھ کر مصطفیٰ کمال پاشا غصہ میں آ گئے۔ اسے ٹوپی اتارنے کا حکم دیا گیا۔ لیکن اس نے انکار کیا۔ اس لئے اسے جلسہ سے جانے کو کہا گیا۔ چنانچہ وہ وہاں سے چلا گیا۔ بعد میں مصطفےٰ کمال پاشا نے مصری سفیر سے معذرت خواہی کی۔ جسے اس نے منظور کر لیا۔ اور اس طرح یہ جھگڑا بخیر و خوبی طے ہو گیا۔

کویت میں برقی روشنی

کویت کے شیخ صاحب کی طرف سے ایک عراقی کمپنی کو برقی روشنی بہم پہنچانے اور دوسری کو انہار کی کھدائی اور کھیتوں میں پانی کی بہم رسانی کے لئے ٹھیکہ دے دیا گیا ہے۔ کویت کی موجودہ ترقی سفیر کویت متعینہ لنڈن کی مساعی کا نتیجہ ہے۔

تبلیغی کانفرنس اور جماعت ہائے احمدیہ

جماعت ہائے انصار اللہ کے نام ایک سرکلر مورخہ ۴ دسمبر ۱۹۳۲ء کو روانہ کیا گیا تھا۔ اور اس میں مطالبہ کیا گیا تھا۔ کہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر منعقد ہونے والی تبلیغی کانفرنس کے لئے عہدہ داران تبلیغ کو لازمی ہے۔ کہ وہ اس وقت تک کا تبلیغی گوشوارہ سرکلر مذکور میں دیئے ہوئے عنوانوں کے ماتحت جلد سے جلد نظارت دعوۃ و تبلیغ میں ارسال فرمائیں۔ مگر مجھے افسوس ہے۔ کہ اب تک صرف چار جماعتوں کی طرف سے ایسا گوشوارہ موصول ہوا ہے۔ اگر ان گوشواروں کی رفتار یہی رہی۔ تو میں تبلیغی کانفرنس میں انصار اللہ کی تبلیغی کارگزاری کا گوشوارہ کیونکر پیش کر سکتا ہوں۔ لہذا بذریعہ اعلان ہذا میں انصار اللہ اور عہدہ داران تبلیغ کو دوبارہ اس کام کی اہمیت کی طرف متوجہ کرتا ہوں۔ وہ مطلوبہ تبلیغی گوشوارہ بسرعت تیار کر کے مجھے ارسال کر دیں ایام جلسہ بہت قریب آ رہے ہیں۔ اور میں نے ان گوشواروں سے مجموعی رپورٹ بھی تیار کرنی ہے۔

یہ گوشوارہ تمام جماعت ہائے انصار اللہ کے لئے بھجوانا نہایت ضروری ہے۔ اگر کسی جماعت انصار اللہ کی طرف سے یہ گوشوارہ موصول نہ ہوا۔ تو میں مجبور ہوں۔ کہ حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس سے بازپرس کروں۔ (ناظر دعوۃ و تبلیغ۔ قادیان)

جلسہ سالانہ پر آنیوالوں کو اطلاع

چونکہ ایام جلسہ قریب ہیں۔ اور اکثر احباب باہر سے جب آئینگے تو ان کے ساتھ ان کا اسباب بھی ہو گا۔ اس لئے لکھا جاتا ہے کہ احباب روانگی سے قبل اپنے اسباب کو وزن کرا لیا کریں۔ اور اگر ضروری ہو۔ تو اس کا کرایہ دے کر رسید کرا لیا کریں۔ ورنہ راستہ میں بعض دفعہ ریلوے کے ملازم چارج کرتے ہیں۔ اور بہت زیادہ خرچ ہو جاتا ہے۔ اور جو تشویش ہوتی ہے۔ وہ الگ۔ اخلاقاً بھی یہ مناسب ہے۔ کہ جو حق ریلوے والوں کا اسباب کی بابت ہو۔ وہ ان کو ادا کر دیا جائے۔ (ناظر امور عامہ۔ قادیان)

رہتک میں تبلیغی جلسہ

مورخہ ۹ دسمبر ۷ بجے شام ٹاؤن ہال رہتک میں بہ صدارت جناب سید محمود شاہ صاحب وکیل ایک جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں جناب مفتی محمد صادق صاحب نے یورپ اور امریکہ میں تبلیغ اسلام کے حالات سنائے خدا کے فضل سے جلسہ نہایت کامیاب رہا۔ ہندو اور مسلمانوں میں سے معزز [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۷۳ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۸ دسمبر ۱۹۳۲ء | جلد ۲۰

گلشنِ احمد میں فصلِ بہار

گلچینوں کو دعوتِ عام

رسید مژدہ کہ ایام نو بہار آمد

ایام بہار

گلستانِ روحانیت کے پودے جب موسمِ خزاں کی بادِ سموم سے پژمردہ ہو جاتے ہیں۔ ان کی رونق و بہار چھن جاتی ہے۔ شگفتہ کلیاں مرجھا جاتی ہیں۔ پھل لگنے بند ہو جاتے ہیں۔ بلکہ پتے بھی جھڑ جاتے ہیں۔ اور بادی النظر میں انسان ان خوشنما درختوں کو خشک خیال کرنے لگتے۔ اور باغِ عالم کو اُجڑا ہوا چمن سمجھ لیتے ہیں۔ تب اس باغ کے مالک کی رحمت جوش میں آتی ہے۔ اور وہ نئے باغبان کو بھیجتا ہے۔ تا اس کے زیرِ تربیت از سرِ نو ان مردہ اور پامالِ خزاں پودوں کو زندہ اور بابرگ و بار کیا جائے۔ ابتدائے آفرینش سے یہ دَور دَورہ لگتے رہے ہیں۔ اور جب تک یہ چمن قائم ہے۔ ان کا دورہ لیل و نہار کی طرح آنا ضروری ہے۔ مبارک ہیں وہ جو ایامِ بہار سے بہرہ ور ہوں۔

روحانی آبیاری

نبیوں کی آمد پیغامِ حیات اور فصلِ بہار ہوتی ہے۔ ان کے ذریعہ مُردوں کو زندگی۔ اندھوں کو بینائی۔ بہروں کو شنوائی اور بے زبانوں کو قوتِ گویائی بخشی جاتی ہے۔ ہاں وہ اس چمنِ دینی کے باغبان ہوتے ہیں۔ ان کی روح افزاء تاثیراتِ قدسیہ اور روحانی آبیاری مستعد طبائع۔ اور اشجارِ طیبہ کی ترقی، نشو و نما۔ اور پھلنے پھولنے کا بہترین ذریعہ ہوتی ہیں۔ ان کے آنے پر گزشتہ مردہ پودوں کی جگہ نئے لگائے جاتے ہیں۔ اور اہلِ دنیا پھر ایک مرتبہ اس باغ کی خوشبوئی اور اس کے لذیذ و شیریں پھلوں سے خوش ہوتے۔ اور ان نایاب گوہروں سے دامنِ مراد کو بھر لیتے ہیں۔

انگوری باغ کی تمثیل

حضرت مسیح ناصری علیہ السلام نے انگوری باغ کی تمثیل میں اسی حقیقت کو آشکار فرمایا ہے جس کے آخر میں آپ نے بنی اسرائیل سے کہا۔

"میں تم سے کہتا ہوں۔ کہ خدا کی بادشاہت تم سے لے لی جائے گی۔ اور اس قوم کو جو اس کے پھل لائے۔ دے دی جائیگی اور جو اس پتھر پر گریگا۔ اس کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے۔ مگر جس پر وہ گرے گا۔ اسے پیس ڈالے گا" (متی $\frac{21}{44}$)

ایک دوسری جگہ نہایت لطیف پیرایہ میں فرماتے ہیں:۔
"جو پودا میرے آسمانی باپ نے نہیں لگایا۔ جڑ سے اکھاڑا جائے گا" (متی $\frac{15}{13}$)

قرآن پاک نے انبیاء کی بعثت کو ایک طرف بارانِ رحمت قرار دیا ہے۔ اور دوسری طرف الٰہی کلام کی شان میں فرمایا ہے:۔
تؤتی اکلھا کل حین باذن ربھا (ابراھیم) یہ وہ شجرۂ طیبہ ہے جس پر خزاں نہیں آتی۔ شریعتِ اسلامیہ وہ بار آور درخت ہے۔ جس کے پھل ہر زمانہ میں ظاہر ہوتے رہیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

احیاءِ نفوس کے لئے حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت

آج سے نصف صدی قبل جبکہ امید مایوسی سے بدل چکی تھی اور اپنے و بیگانے اسلام کے مستقبل کو تیرہ و تار یقین کر رہے تھے خداوند تعالے نے اپنے وعدہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحٰفظون کے مطابق اس باغ کے لئے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو باغبان منتخب فرمایا۔ آپ کی آمد احیاء نفوس کے لئے تھی۔ آپ نے لرزتے ہوئے دلوں کو سنبھالا اور گرتی ہوئی عمارت کو قائم کیا۔ ہاں شکستہ خاطر اور مایوس امت میں نفخ رُوح فرمایا۔ اور سوئے ہوئے انسانوں کو جادۂ عمل پر گامزن کر دیا۔ سچ تو یہ ہے۔ کہ آپ کی مسیحائی نے عظیم الشان کام کیا۔ آپ نے سید الانبیاء صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے آفتابِ صداقت کی مؤثر شعاعوں سے بہت سے تیرہ باطنوں کو مجسمۂ نور بنا دیا۔ اور ان میں نبیوں کی سی قوتِ عملیہ بھر دی۔ غرض پھر نئے سرے سے ایامِ بہار آ گئے۔ اور چشمِ آسمان نے وہ کچھ دیکھا جس کے لئے صدیوں سے انتظار تھا۔ مبارک ہے وہ قوم۔ جو خدا کے ہادی کی آواز پر جمع ہوئی۔ اور انہوں نے اس گلستانِ اسلام کے مبارک پھلوں سے حصہ پایا۔ کیونکہ کون جانتا ہے۔ کہ وہ دن پھر کب آئیں۔ حضرت پیغمبر قادیان نے خوب فرمایا ہے۔ ؎

اک زماں کے بعد اب آئی ہے یہ ٹھنڈی ہوا۔
پھر خدا جانے کہ کب آئیں یہ دن اور یہ بہار

آہ! آج وہ جسمانی طور پر ہم سے جدا ہے۔ اور ہم اس کی پیاری اور شیریں آواز نہیں سُن سکتے۔ لیکن اس میں کیا شبہ ہے۔ کہ اس کی آمد اور بعثت کے اثرات کا دائرہ قیامت تک ہے۔ اور اس کی زبان پر ربّ السمٰوات نے ایسے طریق بیان فرما دیئے ہیں۔ جن سے امتِ احمدیہ پر بار بار ایامِ بہار آتے رہیںگے اور وہ نسل جو مرورِ زمانہ سے دلوں میں پیدا ہو جاتا ہے۔ دور ہوتا رہیگا۔ ان بیش قیمت ذرائع میں سے ایک بہت بڑا ذریعہ سالانہ جلسہ کا اجتماع بھی ہے۔ جسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مشیتِ ایزدی کے ماتحت ہر سال مقررہ تاریخوں میں متعین فرمایا اور اسے خود عملی جامہ پہنا کر دکھا دیا۔

جلسہ سالانہ کی غرض

سالانہ جلسہ کیا ہے؟ گلشنِ احمدؐ پر ایامِ بہار ہیں جن میں مرغانِ قدس جمع ہو کر قلوب کے صیقل کرنے کے سامان پیدا کرتے ہیں۔ اس موقعہ پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالٰے کی پُر کیف۔ روح پرور اور جانفزا تقاریر سلسلہ احمدیہ کے مقدس بزرگوں کی نصائح و ہدایات اور علماء سلسلہ کی بہترین عالمانہ تقریریں سننے کا اتفاق ہوتا ہے۔ اپنے پیارے امام کی زیارت سے بہرہ ور ہونے کا احسن ترین موقعہ ہوتا ہے۔ ہاں پیارے مسیحا کی پیاری بستی اس کی گلیوں۔ بالآخر اس کی آرام گاہ سے عقلمند انسان ہزار ہا موعظۂ حسنہ حاصل کرتا ہے۔ دُعا کی قبولیت کے خاص ایام ہوتے ہیں۔ حق تو یہ ہے کہ احمدی جماعت کے لئے یہ عید کے دن ہوتے ہیں جن میں ہر فرد و بشر اپنے ظرف کے مطابق روحانی غذا فراہم کر لیتا ہے۔ اور

طالبانِ صداقت کے لئے بھی تحقیقِ حق کا موقعہ ہوتا ہے ؛

روحانی اجتماع

پیارے احمدی بھائیو! دُنیا مادیات اور سیاسیات کے لئے اجتماع کرتی ہے۔ اور سینکڑوں ہزاروں لوگ جمع ہو جاتے ہیں۔ ہمارا سالانہ جلسہ ایک خالص روحانی اجتماع ہے۔ ضروری ہے۔ کہ ہمارے بھائی اس موقعہ پر جوق در جوق حاضر ہوں اور اس نعمت سے حصہ حاصل کریں۔ کون جانتا ہے۔ کہ آئندہ سال تک کون زندہ رہے گا۔ اور پھر اگر زندہ رہے گا۔ تو کیا اسے یہ موقعہ بھی مل سکیگا یا نہیں۔ کیونکہ ممکن ہے۔ وہ بعض دینی یا دنیاوی مجبوریوں کے ماتحت آئندہ سال اس سعادت سے بہرہ ور نہ ہوسکے پس اٹھو! اور مالی تنگیوں کا مردانہ وار مقابلہ کرتے ہوئے۔ دیگر ضروریات کو پسِ پشت ڈالتے ہوئے دیارِ محبوب میں حاضر ہو جاؤ۔ ہاں ہاں اس روحانی دعوتِ عام میں شریک ہو جاؤ۔ گلشنِ احمدؐ میں موسمِ بہار ہے۔ تم بھی قیمتی اور خوشبو دار پھولوں سے اپنے دامنِ مراد کو بھر لو۔ یہ وقت پھر ہاتھ نہ آئے گا۔ ایک شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔ ؎

فصلِ گل آئی تو دیوانوں نے لی جنگل کی راہ
آبلے پاؤں کے بھی جاتے رہے زنجیر بھی

مومن کے غیر متزلزل عزائم

مومن دُنیا کی نظروں میں دیوانہ ہوتا ہے۔ ہاں وہ اپنے خدا کی محبت میں دیوانہ ہوتا ہے۔ کیونکہ بجز اس دیوانگی کے ایمان کا حقیقی ظہور ہو ہی نہیں سکتا۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے بھی فرمایا ہے۔ ؎

تا نہ دیوانہ شدم ہوش نیامد بسرم
اے جنوں گرد تو گردم کہ چہ احساں کردی

اس لئے مومنوں کو ایامِ بہار سے نہ زنجیریں روک سکتی ہیں اور نہ پاؤں کے آبلے۔ لہذا میں اپنے بھائیوں سے اس مبارک تقریب پر حاضر ہونے کے لئے پُر زور التماس کرتا ہوں۔ خدا تعالیٰ انہیں توفیق بخشے ؛

خاکسار۔ اللہ دتا۔ جالندھری از حیفا فلسطین ؛

ہندوستان کا علمی انحطاط

حکومتِ ہند نے ۱۹۳۱ء کی مردم شماری کی مفصل رپورٹ اگرچہ ابھی تک شائع نہیں کی۔ مگر بعض اعداد و شمار سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان کی آبادی ۳۵ کروڑ اٹھائیس لاکھ سینتیس ہزار سات سو اٹھتر نفوس پر مشتمل ہے۔ چاہیئے تو یہ تھا۔ کہ آبادی کی اکثریت تعلیم یافتہ اشخاص پر مشتمل ہوتی۔ مگر یہ امر سخت افسوسناک ہے۔ کہ ہندوستان میں تعلیم یافتہ اشخاص کی تعداد صرف دو کروڑ اکیاسی لاکھ اکتیس ہزار تین سو پندرہ بتلائی گئی ہے۔ اور عورتیں صرف اکتالیس لاکھ اٹھتر ہزار چھتیس تعلیم یافتہ ہیں۔ گویا ہندوستان میں بحیثیت مجموعی بتیس کروڑ افراد بے علم اور ان پڑھ ہیں۔ اتنی بڑی بڑی تعداد کا علم سے محروم رہنا صرف ہندوستان کے لئے مفید نہیں۔ بلکہ گورنمنٹ برطانیہ کے وقار کو بھی صدمہ پہنچانے والی بات ہے۔ گورنمنٹ کا فرض تھا۔ کہ وہ ہندوستان کو جہالت کی تاریکی سے نکالنے کے لئے پہلے سے زیادہ اختیارات استعمال میں لاتی۔ اور جبکہ ہر سال ہندوستان کا اربوں روپیہ خرچ ہوتا ہے۔ کوئی وجہ نہیں تھی۔ کہ اس کے استعمال سے اہلِ ہند کے لئے تعلیمی سہولتیں بہم نہ پہنچائی جاتیں۔ مگر معلوم ہوتا ہے۔ کہ گورنمنٹ نے اس طرف توجہ نہیں کی۔ اور یہی سبب ہے کہ آج یہ حالت ہے۔ کہ آبادی کے ایک ہزار میں سے صرف ۱۵۶- آدمی- اور ۲۹- عورتیں لکھ پڑھ سکتی ہیں۔ باقی تمام علم سے نابلد ہیں ؛

ہندوستان کا یہ علمی انحطاط بہت ہی افسوسناک ہے اور اس امر کو دیکھتے ہوئے اور بھی زیادہ افسوس ہوتا ہے۔ کہ اس زمانہ میں علم کی قدر و قیمت سے دُنیا خوب واقف ہے۔ اور لوگوں کے دلوں میں حصولِ علم کی حقیقی تڑپ موجود ہے۔ ان حالات میں گورنمنٹ کا فرض ہے۔ کہ وہ اس طرف جلد توجہ کرے۔ اور ہندوستان کو جہالت کی پستی سے نکال کر علمی رفعت تک پہونچانے کے لئے سرگرمِ عمل ہو ؛

لکھنؤ کانفرنس کی ناکامی

ہندو مسلم اتحاد کے لئے ۱۰- ۱۱- دسمبر کو لکھنؤ میں جو کانفرنس منعقد کی گئی تھی۔ اور جس کا آل انڈیا مسلم لیگ نے مقاطعہ کر دیا تھا۔ اس کی ناکامی کا اسی سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ کہ بقول معاصر ہمدم "مسلمانانِ لکھنؤ نے اس کا بائیکاٹ کر دیا۔ اور شرفائے لکھنؤ میں سے کوئی بھی اس میں شریک نہ ہوا۔ خان ذو الفقار علی خاں اور ڈاکٹر ضیاء الدین اگرچہ لکھنؤ تشریف لے گئے۔ اور کانفرنس میں شریک بھی ہوئے۔ مگر ان کا مقصد یہ تھا۔ کہ وہ الہ آباد کے فیصلہ میں اس قسم کی ترمیم کرا دیں۔ کہ وہ مسلم مطالبات کے موافق ہو جائیں۔ لکھنؤ کے نیشنلسٹ اس کانفرنس کی ناکامی پر متاسف تھے۔ اور مسٹر یوسف حسین خاں بیرسٹر نے جو کانگرس کے سرگرم موید ہیں۔ کہا کہ اس قسم کا ڈھونگ رچانے سے کیا فائدہ؟ ایسی مہمل چالوں سے کہیں ہندو مسلم اتحاد ہو سکتا ہے۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ لکھنؤ کانفرنس جیسا کہ امید کی جاتی تھی۔ نہایت بُری طرح ناکام ہوئی ہے۔ بہر حال اس میں مسلمانوں کے لئے درسِ نصیحت ہے۔ اگر انہوں نے آئندہ اس قسم کی کوششوں سے احتراز نہ کیا۔ تو پھر بھی کامیابی انہیں حاصل نہیں ہوگی۔ اور نہ مسلمان ان کے ہم نوا ہوسکیں گے ؛

پنجاب کونسل کے ایوان پر پکٹنگ کرنیوالے

۲۵ نومبر کو چند کانگرسیوں نے لاہور میں سکرٹری ایٹ کے صدر دروازہ اور ایوان کونسل کے باب پر کانگرسی جھنڈوں کے ساتھ مظاہرہ کیا۔ اور انقلاب زندہ باد کے نعرے لگائے۔ پولیس نے انہیں گرفتار کر لیا۔ اور عدالت میں مقدمہ چلا جس میں تین اشخاص کو چھ چھ ماہ قید بامشقت اور پچیس پچیس روپیہ جرمانہ اور ایک کو معافی مانگ لینے کی وجہ سے صرف تین ماہ قید بامشقت کی سزا دی گئی۔ دورانِ شہادت میں ملزمان نے بیان کیا۔ کہ ہم سات آدمیوں کو فاضلکا ضلع فیروزپور سے آٹھ آٹھ آنہ یومیہ اُجرت کے وعدے پر لایا گیا تھا۔ اور ہمیں کام کی نوعیت سے آگاہ نہیں کیا گیا تھا۔ ہمیں کھدر کی بنی ہوئی وردیاں دے دی گئیں۔ جو ہمیں لی گئیں اور ۲۵- نومبر کو جب مظاہرہ کرنے کے سلسلہ میں ہمیں گرفتار کر لیا گیا۔ تو ہمارے تین ساتھیوں نے ہماری جگہ مظاہرہ کرنے سے انکار کر دیا۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ کانگرسی اپنی تحریک کو تقویت دینے کے لئے کس قسم کے ذرائع سے کام لیا کرتے ہیں۔ بالکل ناواقف لوگوں کو آٹھ آنہ یومیہ اُجرت کا لالچ دے کر کئی کئی مہینوں کے لئے جیل میں بھجوا دینا عقلاً اور اخلاقاً بالکل نامناسب اور غیر شریفانہ فعل ہے ؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مندروں کو بھرشٹ کرنیکی کوشش

گورو دیو مندر میں اچھوتوں کے داخلہ کے سوال پر اس وقت سناتنی گاندھی جی کی تحریک کے خلاف جس غیظ و غضب کا اظہار کر رہے ہیں۔ اس کا پتہ ایم کے اچاریہ کے ایک بیان سے بخوبی لگ سکتا ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔ مندر میں داخلہ کے متعلق جو اس وقت ریفرنڈم لیا جارہا ہے محض دھوکا ہے۔ اور یہ گاندھی جی کے چیلوں کی طرف سے سراسر ناجائز بات عمل میں لائی جارہی ہے۔ کیونکہ مذہبی اعتقادات کا فیصلہ ووٹوں سے نہیں ہوا کرتا۔ اور نہ وہ لوگ اس فیصلہ کے اہل سمجھے جاسکتے ہیں۔ جو مندروں پر اعتقاد ہی نہیں رکھتے جیسے گاندھی جی۔ اور ان کے چیلے۔ مزید براں گاندھی جی نے یہ ضروری قرار نہیں دیا۔ کہ مندروں میں داخلہ سے پہلے اچھوتوں کو گنگا اشنان کرایا جائے۔ اس لئے وہ سناتن دھرمی نہیں کہلا سکتے۔ بلکہ سناتنیوں کا فرض ہے۔ کہ وہ مسٹر گاندھی جی کی اس غیر مذہبی تحریک کا مقابلہ کرنے میں قربان ہو جائیں۔ ہم اس طرح ہندو مندروں کو بھرشٹ ہوتا نہیں دیکھ سکتے۔ (پرتاپ ۱۵ دسمبر)

ایم کے اچاریہ کے اس بیان کی صداقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ مذہبی اعتقادات کی سچائی کا فیصلہ ووٹوں سے نہیں ہوا کرتا۔ مگر گاندھی جی کی اس سچائی کی کوئی پرواہ نہیں۔ وہ محض دباؤ ڈال کر چاہتے ہیں کہ لوگ ان کے ہمخیال ہو جائیں۔ اور اسی لئے وہ بار بار جان دے دینے کی دھمکی [illegible]

احمدیت پر اعتراضات کے جواب

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خواجہ غلام فرید صاحب

اشاراتِ فریدی پر بے بنیاد اعتراضات کے جواب

تنسیخ نکاح کا مقدمہ

ریاست بہاولپور میں ایک احمدی کے خلاف تنسیخ نکاح کا جو مقدمہ چل رہا ہے۔ اس کے ضمن میں احمدی علماء کی طرف سے غیر احمدی ملاؤں پر جو باطل شکن جرح کی گئی۔ اور جو بصیرت افروز اور ایمان پرور بیانات دیئے گئے ہیں۔ انہوں نے ریاست میں ایک تہلکہ مچا دیا ہے۔ غیر احمدی مولوی اس بات کو اچھی طرح سمجھ چکے ہیں۔ کہ ایسے زبردست دلائل و براہین کے سامنے ان کی بوسیدہ اور بے بنیاد عمارت کا قائم رہنا محال ہی نہیں۔ بلکہ ناممکن ہے۔ اور ضروری ہے۔ کہ اس کے اثرات احمدیت کے حق میں بہت نیک اور ان کے حق میں نقصان دہ ثابت ہوں؛

اس لئے بزعم خویش اس احتمال کو کم کرنے کے لئے انہوں نے ہاتھ پاؤں مارنا شروع کئے ہیں۔ اور تنکے کا سہارا لے کر ڈوبنے سے بچنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ چنانچہ "سب کمیٹی انجمن مؤید الاسلام بہاولپور" کے نام سے کسی شخص نے ایک ٹریکٹ شائع کی ہے۔ جس کے متعلق شائد وہ یہ سمجھ رہے ہیں۔ کہ احمدی علماء کی زبردست گولہ باری کا جواب ہو گی؛

خواجہ غلام فرید صاحب کے اقتباسات

احمدی علماء کی طرف سے جرح اور بیان کے دوران میں ریاست بہاولپور کے ایک خدارسیدہ بزرگ اور بڑے عالم باعمل پیر یعنی حضرت خواجہ غلام فرید صاحب چاچڑاں شریف کے ملفوظات یعنی اشارات فریدی کے متعدد حوالہ جات اس بات کے ثبوت میں پیش کئے گئے ہیں کہ خواجہ صاحب موصوف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت و عظمت اور علوشان کے قائل تھے۔ اور ان کے فتویٰ کے مقابلہ میں اس زمانہ کے بے حیثیت ملاؤں اور شکم پرور مولویوں کی بے ہودہ گوئی کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتی۔ اور ریاست بہاولپور کے اندر یہ بات چونکہ احمدیت کی اشاعت میں بہت مدد ہونے کا موجب ہو سکتی ہے۔ کیونکہ خواجہ صاحب موصوف کے لئے ریاست کے مسلمانوں کے دلوں میں بے حد عقیدت اور عظمت ہے۔ اس لئے اس کی طرف خاص توجہ دی گئی ہے۔ اور لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے اس کی کئی کئی تاویلات اور توجیہات کی گئی ہیں چنانچہ لکھا ہے

سب کمیٹی کا اعتراض

"اشارات فریدی حضرت خواجہ غریب نواز کی خود اپنی تصنیف نہیں۔ بلکہ میاں رکن الدین کی تالیف ہے۔ اشارات فریدی حضرت خواجہ صاحب کے وصال کے بعد شایع ہوئی ہے اس کی صحت کے متعلق خواجہ صاحب کی کوئی تصدیق موجود نہیں قوی شہادتوں سے ثابت ہے۔ کہ اشارات میں جو مضامین مرزا صاحب کے متعلق لکھے گئے ہیں۔ یہ ملا رکن الدین اور اس کے ایک مرزائی دوست کی کارستانی ہے"

اعتراض کی لغویت

لیکن سوال یہ ہے۔ کہ اگر اشارات فریدی میں واقعی اس قدر غلط بیانی سے کام لیا گیا ہے۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ اس وقت تک ان کے سینکڑوں ہزاروں معتقدوں میں سے کسی نے اس کے خلاف آواز بلند نہیں کی۔ حضرت خواجہ صاحب کی اولاد نے اس کے خلاف احتجاج نہیں کیا۔ اور اہل عالم کو اس خوفناک بددیانتی سے آگاہ کر کے لوگوں کو "گمراہ" ہونے سے بچانے کی سعی نہیں کی۔ اشارات فریدی اس وقت تک متواتر شایع ہوتی رہی ہے۔ لیکن کسی نے بھی اس حقیقت کا اظہار آج تک نہیں کیا۔ کہ اس کے بعض حصص دور از حقیقت ہیں۔ اور مؤلف کی ذاتی رائے کا نتیجہ ہیں۔ بلکہ حضرت خواجہ صاحب کے عقیدت مندوں میں اسے کامل قبولیت حاصل رہی ہے۔ اور وہ اسے خواجہ صاحب موصوف کے ملفوظات کی حیثیت میں دیکھتے رہے ہیں۔ اگر تو اس وقت یہ کتاب شایع کی جاتی۔ اور ایک نئی تصنیف کے طور پر اسے پبلک کے پیش کیا جاتا۔ تو بے شک یہ اعتراض حق بجانب ہو سکتا۔ کہ اس میں تلبیس سے کام لیا گیا ہے۔ اور خواجہ صاحب کے منشار اور عقیدہ کے خلاف مؤلف نے اس میں اپنے ذاتی افکار و خیالات کو داخل کر دیا ہے۔ لیکن جس صورت میں کہ یہ ایک پرانی اور مشہور تصنیف ہے۔ اور اب احمدی علماء کی طرف سے اسے اپنی تائید میں پیش کیا گیا ہے۔ تو کسی مخالف کا اس کے متعلق یہ کہنا۔ کہ یہ مؤلف کے اپنے خیالات ہیں۔ پرلے درجہ کی بے ہودگی نہیں۔ تو اور کیا ہے؛

خواجہ صاحب کے فرزند کی تصدیق

سب کمیٹی انجمن مؤید الاسلام کو تسلیم ہے۔ کہ

"اشاراتِ فریدی حصہ سوم پر حضرت خواجہ غریب نواز کے فرزند ارجمند حضرت خواجہ محمد بخش صاحب علیہ الرحمۃ کا اجازت نامہ لکھا ہوا ہے۔ مگر معتبر شہادتوں سے ثابت ہے کہ جب کتاب شایع ہوئی۔ اور مرزا جی کے متعلق افترائی مضامین کا ملاحظہ کیا تو حضرت خواجہ محمد بخش صاحب سخت ناراض ہوئے۔ اور فرماتے رہے۔ کہ ملاں رکن الدین کی بے ایمانی ہے۔ اور اس نے ان افترا ات کی وجہ سے اپنی آخرت برباد کی ہے"

خواجہ محمد بخش صاحب نے تردیدی اعلان کیوں نہ کیا

ظاہر ہے۔ کہ یہ دلیل بھی نہایت نامعقول اور بودی ہے۔ خواجہ محمد بخش صاحب کے تحریری اجازت نامہ کی موجودگی میں جو کتاب کے ساتھ شامل ہے۔ آپ کی "معتبر شہادتوں" کی حقیقت ہی کیا رہ سکتی ہے۔ اگر واقعہ میں خواجہ محمد بخش صاحب ان کو افترا ات سمجھتے تھے۔ تو کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔ کہ آج ان کی طرف سے اس کی تردید کے ثبوت میں معتبر شہادتوں کی تلاش کی جائے۔ جس طرح انہوں نے مؤلف اشارات فریدی کو تحریری اجازت نامہ دیا تھا۔ کیا اسی طرح وہ اس کی تردید کے طور پر کوئی تحریر شایع کرنے پر قادر نہ تھے۔ پھر کیا وجہ ہے۔ کہ انہوں نے اجازت نامہ تو تحریری دیا۔ لیکن تردید کے لئے صرف "اعلانیہ فرمانے" پر ہی اکتفا مناسب سمجھا۔

بے بنیاد اتہام

ایک اور دلیل یہ پیش کی گئی ہے۔ کہ

"ملاں رکن الدین کے متعلق مشہور ہے۔ کہ اس کو مولوی غلام احمد اختر جو ریاست میں مذہب مرزائیہ کا مبلغ ہے۔ مبلغ ... ماہوار دیا کرتا تھا۔ پس اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ ملاں رکن الدین نے حضرت خواجہ غریب نواز پر مرزا جی کے متعلق جھوٹ افترا کئے ہیں۔ یہ حق وظیفہ خواری ادا کیا ہے"

اس دلیل کی نامعقولیت اور بودا پن بھی صاف واضح ہے کسی کے متعلق اگر صرف یہ کہدینے سے کہ اس نے رشوت لے کر یہ کام کیا ہے۔ اس کی حقیقت باطل ہو جاتی ہے۔ تو ظاہر ہے کہ اس طرح دنیا میں کسی بات کی صداقت ثابت کرنا ایک محال امر ہو جائے گا۔ اور اپنے مخالف کی بات کی تغلیط کے لئے

تیسرے سہل اور آسان عرب کی موجودگی میں اور کسی جد و جہد یا سعی و کاوش کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ تعجب ہے۔ کہ علماء کہلانے والے اور دنیا کو احمدیت کے دجل سے بچا کر صحیح اسلام پر قائم کرنے اور دین حنیف کی حفاظت و صیانت کے مدعیان کی طرف سے اپنے مخالف کی تردید میں اس قسم کی لچر دلیل پیش کی جاتی ہے۔ ہم ان حامیان شریعت سے دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ کیا محض کسی کے متعلق یہ مشہور ہونے کی وجہ سے کہ وہ دوسرے سے رشوت لیتا رہا ہے۔ اس پر فرد جرم عائد کی جا سکتی ہے۔ اور کیا شریعت اسلامیہ سے اس قسم کے فتاویٰ کا جواز ثابت ہے۔ اور اگر اس اصول کو صحیح تسلیم کر لیا جائے۔ تو کیا کسی انسان کی پوزیشن محفوظ رہ سکتی ہے +

انجام آتھم اور خواجہ غلام فرید صاحب

اس اشتہار میں ایک یہ بات بھی درج ہے۔ کہ

"اشارات فریدی کے برخلاف مرزاجی کا اپنا بیان انجام آتھم میں موجود ہے۔ اور مرزاجی نے حضرت خواجہ غریب نواز کا نام نامی اس فہرست میں درج کیا ہے۔ جو مرزاجی کو کافر یا کذاب کہتے ہیں۔ جب خود مرزاجی کا اپنا اقرار موجود ہے۔ تو اس کے برخلاف ملاں رکن الدین کی کتاب کا کیا اعتبار ہو سکتا ہے"!

ہم سمجھتے ہیں۔ سارے اشتہار میں صرف یہی ایک اعتراض ہے۔ جسے درخور اعتنا سمجھنا چاہیئے۔ لیکن اس کی بنیاد بھی سب کمیٹی انجمن مؤید الاسلام کی لاعلمی پر ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انجام آتھم کے ابتدائی ضمیمہ میں حضرت خواجہ صاحب کا نام ان علماء و مشائخ کہلانے والوں کی فہرست میں درج کیا ہے۔ جنہیں آپ نے دعوت مباہلہ دی۔ لیکن اس کے جواب میں خواجہ صاحب موصوف نے جو خط حضور کی خدمت میں لکھا۔ اس سے حضور کی یہ رائے تبدیل ہو گئی۔ خواجہ صاحب کا یہ خط جو بزبان عربی ہے۔ انجام آتھم کے آخر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے درج کیا ہے۔ اس میں خواجہ صاحب لکھتے ہیں۔ کہ

"مجھے آپ کی کتاب پہنچی جس میں مباہلہ کے لئے جواب طلب کیا گیا ہے۔ اور اگرچہ میں عدیم الفرصت تھا۔ تاہم میں نے اس کتاب کے ایک جز کو جو حسن خطاب اور طریق عتاب پر مشتمل تھی۔ پڑھی ہے۔ سو اے ہر ایک حبیب سے عزیز۔ مجھے معلوم ہو کہ میں ابتداء سے تیرے لئے تعظیم کرنے کے مقام پر کھڑا ہوں۔ تا مجھے ثواب حاصل ہو۔ اور کبھی میری زبان پر بجز تعظیم اور تکریم اور رعایت آداب کے تیرے حق میں کوئی کلمہ جاری نہیں ہوا۔ اور اب میں مطلع کرتا ہوں۔ کہ میں بلاشبہ تیرے نیک حال کا معترف ہوں۔ اور میں یقین رکھتا ہوں۔ کہ تو خدا کے صالح بندوں میں سے ہے۔ اور تیری سعی عند اللہ قابل شکر ہے۔ جس کا اجر ملے گا۔ اور خدائے بخشندہ کا تیرے پر فضل ہے۔ میرے لئے عاقبت بالخیر کی دعا کر۔ اور میں آپ کے لئے انجام خیر و خوبی کی دعا کرتا ہوں۔"

خواجہ صاحب کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کی رائے

اس خط سے قبل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو چونکہ مطلقاً اس امر کی اطلاع نہ تھی۔ کہ خواجہ صاحب کی رائے آپ کے متعلق کیا ہے۔ اس لئے حضور نے انہیں بھی مخالفین کے زمرہ میں خیال کر کے دعوت مباہلہ دیدی۔ لیکن اس خط کے بعد حضور کی رائے تبدیل ہو گئی ہے۔ اور حضور نے ضمیمہ انجام آتھم ص۳۵ پر رقم فرمایا ہے۔ کہ

"خدا کی شان ہے۔ ان ہزاروں مکفر مولویوں میں سے یہ میاں غلام فرید صاحب چاچڑاں والوں نے پرہیز گاری کا نمونہ دکھلایا۔ ذٰلک فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشآء۔ خدا ان کو بخشے۔ اور عاقبت بالخیر کرے۔ اب جب تک یہ تحریریں دنیا میں رہیں گی۔ میاں صاحب موصوف کا ذکر بھی اس کے ساتھ دنیا میں کیا جائے گا۔ زمانہ گزر جائے گا۔ اور دوسرا زمانہ آئے گا۔ اور خدا اس زمانہ کے لوگوں کو آنکھیں دے گا۔ وہ ان لوگوں کے حق میں دعائے خیر کریںگے جنہوں نے مجھے پا کر میرا ساتھ دیا"

ظاہر ہے۔ کہ اس تحریر کے ہوتے ہوئے مذکورہ بالا اعتراض خود بخود رفع ہو جاتا ہے۔

خواجہ صاحب کے خطوط بنام حضرت مسیح موعودؑ

اشارات فریدی کے متعلق سب کمیٹی کی یہ رائے ہے۔ کہ اس میں ملاں رکن الدین نے اپنے ذاتی افکار رشوت لے کر داخل کر دیئے۔ لیکن وہ ان متعدد خطوط کے متعلق کیا کہیگی جو خواجہ صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں تحریر کئے۔ ہم سمجھتے ہیں۔ کہ جس شخص کے دلائل اسی قسم کے ہوں۔ جیسے کہ اس اشتہار میں دیئے گئے ہیں۔ اس کے لئے ان خطوط کے متعلق بھی کوئی اوٹ پٹانگ عذر تراش لینا مشکل نہیں۔ کیونکہ جب عقل و دانش کو خیرباد کر کر اور اس امر سے آنکھیں بند کر کے کہ دنیا کیا کہے گی۔ صرف اعتراض کرنا ہی پیش نظر ہو۔ تو انسان جو جی میں آئے کہہ سکتا ہے۔ لیکن یہ تو سوچنا چاہیئے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ خطوط خواجہ صاحب کی زندگی میں اپنی کتب میں شائع کئے اور پھر وہ کتب خواجہ صاحب کے پاس برابر پہنچیں۔ اور ان کی طرف سے کوئی ایسی بات ثابت نہیں۔ جو ان خطوط کی حقیقت و اصلیت کے متعلق کوئی ادنے سے ادنے اشتباہ بھی پیدا کر سکے۔ بس یہ خطوط ہمارے اس ادعا کا ایک ناقابل تردید ثبوت ہیں۔ کہ خواجہ صاحب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے

مخالفینِ احمدیت کے اوہامِ باطلہ

اخبار زمیندار کے "قادیان نمبر" میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان الفاظ پر اعتراض کیا گیا ہے۔ کہ حضرت فاطمہؓ نے کشفی حالت میں اپنی ران پر میرا سر رکھا۔ حالانکہ اگر نظر غائر سے کام لیا جائے۔ تو معلوم ہوگا۔ کہ اس میں اعتراض کی کوئی بات نہیں۔ یہ ایک کشف ہے اور کشفی واقعات پر اعتراض کرنا سراسر نادانی اور جہالت ہوتی ہے۔ کیا معترض کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ کشف یاد نہیں کہ۔ رأیت ربی فی صورۃ شاب امرد لہ وفرۃ یعنے میں نے اپنے رب کو نوخیز جوان کی شکل میں دیکھا۔ جس کے بال لمبے تھے۔ کیا اس کشف پر بھی اعتراض کیا جائے گا۔ اگر نہیں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کشف پر زبان طعن دراز کرنا کہاں کی دانائی اور شرافت ہے۔ پھر کہا گیا ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب نے لکھا ہے مجھے زندہ اور فنا کرنے کی صفت دی گئی ہے۔ اور یہ خدائی صفات ہیں جن میں انسان شریک نہیں ہو سکتا۔ اس شبہ کے ازالہ کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اصل الفاظ لکھے جاتے ہیں۔ حضور فرماتے ہیں۔

واعطیت صفۃ الافناء والاحیاء من الرب الفعال فاما الجلال الذی اعطیت فھو اثر البروزی العیسوی من اللّٰہ ذی الجلال یعنے مجھے فنا کرنے اور زندہ کرنے کی صفت دی گئی ہے۔ اور یہ صفت خدا کی طرف سے مجھ کو ملی ہے البتہ جو جلال مجھ کو دیا گیا ہے۔ وہ میرے بروز عیسےٰ ہونے کا نتیجہ ہے۔ اس جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ حقیقت بیان فرمائی ہے کہ آپ چونکہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے بروز ہیں۔ اس لئے ضروری تھا کہ آپ کو زندہ کرنے کی بھی صفت عطا کی جاتی۔ مگر اس زندگی سے روحانی حیات مراد ہے۔ نہ کہ جسمانی۔ اسی طرح آپ نے جو یہ لکھا۔ کہ مجھے فنا کرنے کی صفت دی گئی ہے۔ تو یہ بھی صحیح ہے۔ اور مطلب اس کا یہ ہے۔ کہ آپ کا جو بھی مقابلہ کرے گا۔ ذلیل اور رسوا ہوگا۔ چنانچہ غلام دستگیر قصوری۔ اسمٰعیل علیگڑھی لیکھرام پشاوری اور ڈاکٹر ڈوئی وغیرہ اسی صفت کے ماتحت ہلاک ہو چکے ہیں۔ پھر اعتراض کیا گیا ہے کہ احمدیوں کا نعوذ باللہ یہ عقیدہ ہے۔ کہ اب حج کا مقام قادیان ہے۔ حالانکہ یہ محض افتراء ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے برکات خلافت میں صرف یہ فرمایا تھا۔ کہ ہمارا جلسہ بھی حج کی طرح ہے۔ اور ان دونوں باتوں میں جو فرق ہے۔ وہ کسی عقلمند سے مخفی نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح یہ بھی اعتراض کیا گیا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کہیں لکھا ہے۔ کہ آنحضرت صلعم نے معجزات نہیں دکھلائے۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عقیدہ یہ تھا۔ کہ "کسی نبی سے اسقدر معجزات ظاہر نہیں ہوئے جسقدر ہمارے نبی کریم [illegible]

تحقیق الادیان

توحید باری تعالیٰ کے متعلق انجیل کی تعلیم

صفاتِ الٰہیہ کا فقدان

استاذی المکرم جناب سید محمد اسحاق صاحب پروفیسر جامعہ احمدیہ نے الفضل کے کسی گزشتہ پرچہ میں اسباب کی وضاحت کی تھی۔ اناجیل سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے۔ کہ یسوع مسیح میں صفات الوہیت موجود نہیں تھیں۔ اور آپ نے اناجیل کے حوالجات سے یہ ظاہر فرمایا۔ کہ یسوع مسیح میں قیومیت خالقیت اور قدوسیت وغیرہ صفات الٰہیہ ثابت نہیں ہوتیں۔ بلکہ ان صفات کی نفی ہوتی ہے۔ پس ان صفات کی معدومیت کے باعث نہیں کہا جا سکتا۔ کہ آپ خدا یا "ابن خدا" ہیں ؛

یسوع مسیح صرف بشر رسول تھے

میں اس وقت یہ ثابت کروں گا۔ کہ اناجیل سے نہ صرف آپ میں صفات الٰہیہ کا ہی فقدان ثابت ہوتا ہے۔ بلکہ قرآن مجید کے فرمان کے بموجب یہ بات بھی نہایت واضح طور پر ثابت ہوتی ہے۔ کہ یسوع مسیح ایک بشر تھے۔ اور آپ نے لوگوں کو صرف خدائے واحد ہی کی عبادت کرنے کی تعلیم دی۔ الوہیت مسیح کا عقیدہ آپ کی زندگی کے بعد تراشا گیا۔ چنانچہ قرآن مجید میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ لا تقولوا ثلثۃ۔ انتھوا خیرا لکم انما اللہ الٰہ واحد۔ سبحانہ ان یکون لہ ولد۔ لہ ما فی السموات وما فی الارض وکفیٰ باللہ وکیلا۔ لن یستنکف المسیح ان یکون عبد اللہ (سورۃ نساء آخر) کہ اے اہل کتاب تم تین خدا مت کہو۔ اور ایسی مشرکانہ باتوں سے پرہیز کرو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ تمہارا معبود صرف ایک ہی ہے۔ اور وہ اس بات سے پاک ہے۔ کہ اس کا کوئی بیٹا ہو۔ کیونکہ جانشین تو اس کو مطلوب ہوتا ہے۔ جو اپنی ملکیت میں ازدیاد کا خواہاں ہو۔ یا اپنی مملوکہ اشیاء کی نگرانی اور حفاظت نہ کر سکے۔ مگر خدا کی ذات میں یہ دونوں باتیں نہیں بلکہ لہ ما فی السموات وما فی الارض سب اشیاء زمین و آسمان کی اسی کے لئے ہیں۔ اور وہ ہر چیز کا کارساز ہے۔ پھر فرمایا کہ تم مسیح کو خدا کا شریک ٹھہراتے ہو۔ حالانکہ مسیح نے کبھی اس بات سے برا نہیں منایا۔ کہ وہ خدا کا عبد اور بندہ کہلائے ؛

اس آیت شریفہ سے یہ امر ظاہر و باہر ہے۔ کہ یسوع مسیح نے اپنے عبد ہونے اور کہلانے سے کبھی برا نہیں منایا۔ اور اس بات سے انکار نہیں کیا۔ بلکہ باقی انبیاء علیہم السلام کی طرح بشر رسول کہلانے کو فخر سمجھا۔ اور اپنی قوم بنی اسرائیل کو ایک ہی خدا کی پرستش اور عبادت کرنے کا حکم دیا۔ جیسا کہ سورۃ مائدہ میں فرمایا۔ ما قلت لھم الا ما امرتنی بہ ان اعبدوا اللہ ربی وربکم۔ یعنے تم ایک ہی خدا کی عبادت کرو۔ جو میرا اور تمہارا پروردگار ہے ؛

انجیلی شہادات

پھر جس طرح قرآن مجید سے یہ بات ثابت ہوتی ہے ایسے ہی اناجیل سے بھی اس بات کا پتہ لگتا ہے۔ کہ حضرت مسیح نے اپنے آپ کو عبد کہا۔ اور اپنی قوم کو صرف ایک ہی خدا کی عبادت کرنے کی تعلیم دی۔ (چنانچہ متی $\frac{12}{39-40}$) میں آپ فرماتے ہیں: "اس زمانہ کے برے اور زناکار لوگ نشان طلب کرتے ہیں۔ مگر یونس نبی کے نشان کے سوا اور کوئی نشان ان کو نہ دیا جائے گا۔ کیونکہ جیسے یونس تین رات دن مچھلی کے پیٹ میں رہا۔ ویسے ہی ابن آدم تین رات دن زمین کے اندر رہیگا۔

اس میں اول یسوع مسیح کا "یونس نبی کے نشان کے سوا" اور کسی معجزہ کے دکھلانے سے عجز کا اظہار کرنا۔ اس امر پر بین شاہد ہے۔ کہ آپ صفات الٰہیہ کے مالک نہیں۔

دوم آپ نے اپنی ابن آدم اور یونس نبی کے ساتھ مشابہت دیکر یہ ظاہر فرمایا۔ کہ آپ عبد ہیں۔ اسی طرح (ایوب $\frac{15}{14}$) میں لکھا ہے "وہ جو عورت سے پیدا ہوا کیا ہے۔ کہ صادق ٹھہرے" آپ بھی عورت سے پیدا ہوئے تھے۔ لہٰذا آپ میں الوہیت نہیں ہو سکتی

توحید کے متعلق حوالجات

دوسری بات یسوع مسیح کی تعلیم ہے۔ سو یہ امر بالکل واضح ہے۔ کہ آپ نے اپنی قوم کو یہی تعلیم دی۔ ان اعبدوا اللہ ربی وربکم۔ کہ تم ایک ہی خدا کی عبادت کرو۔ چنانچہ انجیل اس بات پر شاہد ناطق ہے۔ کہ آپ نے ایک ہی خدا کی عبادت کی تعلیم دی۔ اور باقی انبیاء علیہم السلام کی طرح ان کو توحید کی تعلیم سکھلائی۔ چنانچہ (یوحنا $\frac{17}{3}$) میں آپ فرماتے ہیں:

"ہمیشہ کی زندگی یہ ہے۔ کہ وہ تجھ خدائے واحد اور برحق کو اور یسوع مسیح کو جسے تو نے بھیجا ہے جانیں" اس میں کس وضاحت سے خدائے واحد اور برحق کی تعلیم دی ہے۔ پھر "یسوع مسیح جسے تو نے بھیجا ہے" سے صاف عیاں ہے کہ آپ باقی رسولوں کی طرح ایک رسول اور نبی تھے وبس۔

پھر یوحنا $\frac{5}{44}$ میں فرماتے ہیں

"تم جو ایک دوسرے سے عزت چاہتے ہو۔ اور وہ عزت جو خدائے واحد کی طرف سے ہوتی ہے نہیں چاہتے"

پھر مرقس ($\frac{12}{28-34}$) میں لکھا ہے

"فقیہوں میں سے ایک نے ان کو بحث کرتے سن کر جان لیا۔ کہ اس نے انہیں خوب جواب دیا ہے۔ وہ پاس آیا۔ اور اس سے پوچھا۔ کہ سب حکموں میں اول کونسا ہے۔ یسوع نے جواب دیا۔ کہ اول یہ ہے کہ اے اسرائیل سن۔ خداوند ہمارا خدا ایک ہی خداوند ہے" (متی $\frac{22}{35}$) میں لکھا ہے۔ "اور ان میں سے ایک عالم شرع نے آزمانے کے لئے اس سے پوچھا۔ اے استاد توریت میں کونسا حکم بڑا ہے۔ اس نے اس سے کہا کہ خداوند اپنے خدا سے سارے دل اور اپنی ساری جان اور اپنی ساری عقل سے محبت رکھ۔ بڑا اور پہلا حکم یہی ہے"

توریت کا حکم (استثناء $\frac{4}{35}$) میں ملاحظہ ہو۔ "یہ سب تجھی کو دکھایا گیا۔ تاکہ تو جانے کہ خداوند ہی خدا ہے۔ اور اس کے سوا کوئی نہیں ہے" اور (استثناء $\frac{6}{4}$) میں ہے۔ "خداوند ہمارا خدا اکیلا خداوند ہے"

خلاصہ کلام

ان تمام حوالجات سے ظاہر ہے۔ کہ حضرت مسیح نے اپنے عبد کہلانے سے کبھی انکار نہ کیا۔ اور قوم کو ہمیشہ توحید کی تعلیم دی اور صرف ایک ہی خدا کی عبادت کرنے کی تلقین فرمائی۔ پس یہ کس قدر حیرت کا مقام ہے۔ کہ مسیح کی تعلیم تو توحید سے بھری ہوئی ہو اور اس کے متبعین اس کے صریح خلاف چلیں العجب ثم العجب

خاکسار ملک محمد عبد اللہ ملہڑ یالوی مولوی فاضل "جامعہ"

عہدہ داران لوکل انجمنہائے احمدیہ بابت سال ۱۹۳۲ء کی میعاد میں توسیع

چونکہ صدر انجمن احمدیہ کا مالی سال یکم مئی سے شروع ہوتا ہے۔ اس لئے مناسب سمجھا گیا ہے۔ کہ آئندہ مالی سال کی ابتدا میں عہدہ داران لوکل انجمنہائے احمدیہ کا تقرر بھی ہمیشہ مئی سے ہوا کرے۔ تاکہ ان کو شروع سال سے آخر سال تک کام کرنے کا موقعہ مل سکے۔ اور درمیان میں سوائے خاص ضرورت کے کسی قسم کا تغیر و تبدل نہ ہو۔ اس لئے بذریعہ اعلان ہذا ان عہدہ داروں کی میعاد تقرر میں جنکو ۳۱ دسمبر ۱۹۳۲ء تک کے لئے منظور کیا گیا تھا ۳۰ اپریل ۱۹۳۳ء تک توسیع کی جاتی ہے۔ نئے مالی سال کے لئے تمام عہدہ داروں کا انتخاب اپریل میں ہو کر یکم مئی سے قبل فہرستیں برائے منظوری دفتر ہذا میں پہنچ جانی چاہئیں۔ اور جب تک نئے عہدہ داروں کی منظوری کی اطلاع شائع نہ ہو۔ پرانے عہدہ داروں کو ہی کام کرنا چاہئے۔

تمدن اسلام

اسلام اور تمدن

مغربی اقوام کی ذہنیت

آج مغربی اقوام اپنی تمدنی اور فکری ترقی پر نازاں اور اکتشافات جدیدہ تہذیب حاضرہ پر شاداں ہیں۔ اور چونکہ وہ بزعم خود قوانین قدرت پر اقتدار حاصل کر رہی اور ارضی و سماوی کائنات کو اپنے تصرف میں لانے کے لئے جدوجہد میں مصروف ہیں۔ اس لئے جہاں وہ ہر شعبہ ترقی کو اپنی ذہنی قوت کا کرشمہ خیال کرتی ہیں۔ وہاں وہ اپنے فنون لطیفہ اور ایجادات و اختراعات کو اپنے تمدن و تہذیب کا نتیجہ تصور کرتی ہیں۔ اور اسلام کے تمدنی و اقتصادی اصول اور معاشرتی قوانین کو دنیا کی مادی ترقی میں روک خیال کرتی ہیں۔

اسلام کے دنیا پر احسانات

لیکن زمانہ کے انمٹ نقوش اور صفحات تاریخ کے ناقابل محو حروف اور خود اسلام کے احکام اس حقیقت کو کھلے طور پر واضح کر رہے ہیں۔ کہ اسلام ہی وہ آفتاب ہے جس نے یورپ اور باقی دنیا میں اس وقت غیر متناہی علمی تجلیات اور تمدنی شعاؤں سے ضیاء پاشی کی جبکہ آج کی ترقی یافتہ دنیا تعصب جہالت و بہیمیت اور وحشت و بربریت کی ظلمت سے تاریک و تار تھی۔ اور اسلام اس وقت فرشتہ رحمت کی صورت میں دنیا کے سامنے آیا جبکہ دنیا توہمات باطلہ بدتہذیبی اور بدنظمی و جہالت کے سمندر میں غوطے کھا رہی تھی۔ اسلام نے شفیق ترین ہستی کی طرح انسانی آداب سکھائے عقول کو صیقل کیا۔ اور تمام انسانی قوتوں کی بہترین تربیت کی۔ اور باوجود دنیا کی پوری حق پوشی کے اوراق تاریخ اس صداقت کو عریاں کر رہے ہیں کہ دور حاضرہ کا مدنی اور علمی ارتقا تدریجی ہے جس کی تہ میں درحقیقت اسلام کے ہی اصول اساسی کارفرما ہیں۔

رہبانیت کی ممانعت

چنانچہ اسلام ہی وہ پہلا مذہب ہے جس نے لا رھبانیۃ فی الاسلام کی صدا بلند کی یعنی اسلام کے نزدیک غیر متمدن و غیر مہذب رہبانہ صرف ناپسندیدہ و غیر مستحسن ہے بلکہ مذہبی لحاظ سے ناجائز اور روح اسلام کے خلاف ہے۔ اس طرح اس مشعل بردار تمدن نے نہ صرف تمدن کی طرف انسان کا رخ پھیر دیا بلکہ اسے مذہب کا جزو اور صحیح اقتضا قرار دیا۔ اور ایک ہی آواز سے انسان کے اندر بہترین سوشل زندگی کے لئے غیر منتہی حرکت پیدا کر دی

دین اور دنیا کے متعلق ارشاد

اسی طرح اسلام ہی وہ ملت اولیٰ ہے جس نے دنیا کو یہ زرین سبق دیا۔ اعمل لدنیاک کانک تعیش ابداً۔ واعمل لاخرتک کانک تموت غداً۔ کہ ایک طرف تم مادی اور تمدنی ترقیات کے لئے اس قدر جدوجہد کرو کہ گویا تم ہمیشہ زندہ رہو گے اور دوسری طرف روحانی ترقیات اور اخروی زندگی کے لئے اس قدر کوشش کرو کہ گویا تم پر کل ہی موت آنے والی ہے۔ اس ایک ہی چھوٹے سے فقرہ سے اسلام نے انسان کے نقطہ نظر کو ایک ہی وقت میں دو چیزوں کی طرف پھیر دیا۔ ایک طرف اگر اس کی قوت عملیہ و علمیہ کو مادی ترقیات کے لئے حرکت دیدی تو دوسری طرف روحانیات اور غیر محسوس اخروی ترقیات کے لئے مستعد کر دیا۔ اس مختصر و جامع کلام نے نہایت عجیب طریق سے مادی اور روحانی ترقیات کے دو سمندروں کو گویا اکٹھا کر دیا ہے۔ اور قوموں کی بہبودی و فلاح اور ذہنی و روحانی ترقیات کے ساتھ جس قدر تعلق رکھنے والے علوم اور وسائل ہیں۔ ان سب کی طرف انسان کی فکر کو پھیر دیا ہے۔

قوانین نیچر کے مطالعہ کی تحریک

پھر اسلام نے مذہب کی تعریف اور حقیقت ہی ایسی پیش کی ہے جس سے انسان کے اندر دینی اور دنیوی تمام معاملات میں عقل صحیح کے استعمال کی تحریک ہوتی ہے۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ الدین ھو العقل ولا دین لمن لا عقل لہ۔ کہ مذہب ذکاء عالیہ اور عقل سلیم کا نام ہے۔ جس کا استعمال انسان کو تمدن کے اعلیٰ مقام پر لے جاتا ہے اور جسے عقل نہیں اس کا دین بھی نہیں۔ گویا جو شخص صحیفہ فطرت اور قوانین نیچر کا مطالعہ نہیں کرتا۔ اور نہ ان سے صحیح نتائج اخذ کر کے عقل و خرد سے کام لیتا ہے بلکہ تمدن کے ان وسائل اور ذرائع سے ناآشنا محض ہے وہ درحقیقت مذہب کی حقیقت سے ناواقف اور غیر آشنا ہے۔

اسلام کے بیان کردہ اصول تمدن کا نتیجہ

پھر نہ صرف اسلام نے تمدنی اور عمرانی ترقی کی طرف تحریص و ترغیب دی بلکہ ایسے بنیادی اصول سے دنیا کو آگاہ کیا جو انسان کو اخلاقی و روحانی کمال تک پہنچانے کے علاوہ تہذیب و تمدن اور ظاہری و دنیوی رفعت و منزلت کے عالیشان مقام پر پہنچاتے ہیں اور وہی اصول اور قرطاس تاریخ صاف بتا رہے ہیں۔ کہ آج کے تمام علوم و صناعات بدیعہ کی خیرہ کن ترقی بھی درحقیقت اسلام کے بیان کردہ اصول تمدن کا نتیجہ ہے۔ چنانچہ اسلام کی اس رنگ کی خصوصیت اور فوق العقل برتری کا خود بعض مستشرقین و محقق مؤرخین نے کھلے الفاظ میں اعتراف کیا ہے۔ جیسا کہ فرانس کا ایک نامور مستشرق موسیو گاسٹن کہتا ہے۔

یہ ایک کھلی ہوئی صاف اور واضح صداقت ہے کہ اسلام اصل میں ایک طرح کا اجتماعی مذہب ہے۔ جس کو دنیا کی دو تہائی آبادی دین حق تسلیم کرتی ہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ اس عاقلانہ مذہب کے قانون میں وہ تمام قواعد اور نصائح موجود ہیں۔ جن سے زمانہ حال کا تمدن بنا ہے۔ گویا اسلام ہی امتزاج عناصر کا نتیجہ ہے اس حیرت انگیز سائنٹیفک مذہب نے دنیا کی عمرانی ترقی کے لئے ہر قسم کے بنیادی وسائل و ذرائع یورپ کو بہم پہنچائے۔ گو ہم میں کوئی شخص بھی اس فضیلت کا اعتراف نہ کرے۔ اور اس کے احسان کا رہین منت نہ ہو مگر امر واقعہ ہے۔

(خاکسار ظفر اسلام بدوملہی)

دین کو دنیا پر مقدم کرنیکا عملی ہو

جناب قاضی محمد رشید صاحب امیر جماعت احمدیہ راولپنڈی اپنے خط میں تحریر کرتے ہیں۔ آپ یہ سن کر نہایت خوش ہوں گے کہ ہم تین احمدی بھائیوں کو مولا کریم نے اپنے فضل خاص سے بلا کسی تحریک بیرونی اور بدون کسی زور بازو کے محض اپنی موہبت کے ماتحت یہ توفیق عطا فرمائی۔ کہ ہم اپنی ماہوار آمد کے ⅓ حصہ کی وصیت کرتے ہیں۔ جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مقرر کردہ آخری حد ہے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔ چونکہ یہ درجہ بہت افضل ہے۔ اور ہم ناتوان و ضعیف انسان ہیں۔ لہٰذا درخواست کی جاتی ہے۔ کہ آپ خود بھی ہمارے لئے دعا فرماویں اور حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے بھی کروائیں۔ کہ مولیٰ کریم ہمیں ایفائے عہد کی اپنی جناب سے توفیق بخشے۔ شرور اور سستی نفس سے نجات دے۔ مرضات اللہ اور تثبیت قلب عطا ہو۔ خدمت دین۔ عبادت ہمدردی خلائق۔ تبتل الی اللہ نصیب ہو۔ اور اولاد باقیات الصالحات کا پورا نمونہ ہو۔ بیوی بچے ہماری کوتاہیوں سے غیر متاثر مگر تاثرات نیک ہم سے اخذ کئے ہوں۔ خدا کے پسندیدہ عبد ہوں۔ مفتخر سلسلہ ہوں۔ اور ہم سب دائمی خلافت سے پیوستہ و تا دم خادم ہوں۔ آمین۔ تینوں طالبان دعا کے نام حسب ذیل ہیں۔:-

قاضی محمد رشید صاحب موصی نمبر ۱۵۳۵ سابق موصی ⅕

حبی فی اللہ چوہدری اعظم صاحب جج نمبر ۳۱۵۱ ⅙

حبی فی اللہ چوہدری مختار احمد صاحب اسسٹنٹ سٹور کیپر سابق موصی نمبر ۳۔۔ سابق موصی ⅑ ۔ باقی احباب بھی مندرجہ بالا موصیان کا ایثار دیکھ کر خالص قربانی کی روح پیدا کریں

سیکرٹری مجلس کارپرداز مقبرہ بہشتی۔ قادیان

ضروری اطلاع

میں نے الفضل کے خاتم النبیین نمبر میں اپنا اشتہار دیا تھا۔ اگر دوست جلسہ سالانہ کے دنوں میں مجھ سے ملنا اور آرٹ سیکھنا چاہیں

انجمن احمدیہ دہلی کا دسواں سالانہ جلسہ

انجمن احمدیہ دہلی کا دسواں سالانہ جلسہ بفضلہ تعالیٰ خیر و خوبی کیساتھ مورخہ ۲۲، ۲۳، ۲۴ دسمبر ۱۹۳۲ء کو پریڈ گراؤنڈ میں منعقد ہوا۔ پہلا اجلاس زیر صدارت جناب بابو اعجاز حسین صاحب امیر جماعت احمدیہ دہلی ۳ بجے شروع ہوا۔ حسب پروگرام مولوی دل محمد صاحب مولوی فاضل نے قرآن کریم ہی کامل الہامی کتاب ہے۔ اور اس کے بعد مولوی عطاء الرحمٰن صاحب مولوی فاضل نے صداقت مسیح موعود پر تقریریں کیں۔ دوسرا اجلاس شب کو ۷ بجے زیر صدارت جناب حافظ عبد السلام امیر جماعت احمدیہ شملہ شروع ہوا۔ جس میں مولوی غلام رسول صاحب راجیکی نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان حکمیت و عدلیت پر اور مولوی محمد نذیر صاحب ملتانی مولوی فاضل نے عربی زبان میں فاضلانہ تقریر کی۔ ۹ بجے سے ۱۰ بجے تک حضرت ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دنیا پر احسانات بیان فرمائے۔ دوسرے دن کا پہلا اجلاس ۱۰ بجے زیر صدارت حضرت ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب شروع ہوا۔ ملک محمد عبد اللہ صاحب مولوی فاضل مولوی نذیر احمد صاحب شیخ مبارک احمد صاحب اور مولوی محمد نذیر صاحب ملتانی نے علی الترتیب۔ اسلام و دیگر مذاہب، ابطال الوہیت مسیح، صداقت حضرت مسیح موعود اور اسلام اور عیسائیت پر تقاریر کیں۔ دوسرا اجلاس شب کو ۷ بجے زیر صدارت جناب بابو عبد الحمید صاحب شملوی شروع ہوا۔ جس میں حیات مسیح کے عقیدہ سے اسلام کو کیا نقصان پہنچا کے عنوان پر مولوی محمد سلیم صاحب مولوی فاضل نے تقریر کی۔ اس تقریر کے بعد ایک غیر احمدی مولوی نے عربی میں چند اعتراض کئے۔ جن کا مولوی صاحب نے عربی میں ہی جواب دیا۔ سامعین پر اس کا اچھا اثر ہوا۔ ۸ سے ۹ بجے تک حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے جماعت احمدیہ کی اسلامی خدمات پر تقریر فرمائی۔ آپ کے بعد مولانا غلام رسول صاحب راجیکی نے قرآن کریم پر مخالفین کے بعض ضروری اعتراضات کے جواب پر تقریر کی۔ قلت وقت کی وجہ سے آپ صرف حروف مقطعات کی حقیقت، قسموں کی فلاسفی، اور قرآن مجید کی ترتیب پر ہی روشنی ڈال سکے۔ تیسرے دن کا پہلا اجلاس زیر صدارت مولوی محمد نذیر صاحب ملتانی ۱۰ بجے شروع ہوا۔ مولوی محمد شریف صاحب نے انسانی پیدائش کا مقصد اور مولوی احمد خان صاحب نے وفات مسیح ناصری۔ اور شیخ عبد القادر صاحب نو مسلم نے ایشوری گیان پر عالمانہ تقریریں کیں۔ دوسرا اجلاس ۳ بجے زیر صدارت جناب شیخ عبد الحکیم صاحب ۔۔۔ جلسہ دعا پر بخیر و خوبی ختم ہوا۔ (خاکسار عبد الحمید سیکرٹری تبلیغ انجمن احمدیہ نئی دہلی)

آئینۂ حقیقت

"جنہیں میں ڈھونڈتا تھا۔ آسمانوں میں زمینوں میں
شمار یوسف مصری تھا۔ ماما نہ جبینوں میں
تمہاری قوت قدسی نے وحشت کو مٹا ڈالا
ترے درس اخوت نے کئے دو قالب یکجاں
نہ ٹھہری جب ہوئی دوچار خورشید رسالت سے
دیانت نے جواب حضرت والا نہیں دیکھا
ابوت کی نفی کا جب بدل تھا تحفۂ کوثر
وہ کیا جانیں جناب مصطفےٰ کی شان کو۔ جن کے
کہاں ہیں؟ مدعی حب احمد۔ سامنے آئیں
بُرا ہو آسماں کا لائے یثرب کی زمینوں میں
ہوئے ایسے غبی۔ کم فہم۔ کم حس۔ کم خرد۔ کم دل
برائے نام دعوے ہے انہیں اسلام کا ورنہ
نہ کچھ ایثار کا جذبہ نہ باقی روح قربانی
نشانات سماوی پر تمسخر اور استہزا
مسلماں ہوکے پھر ایذا رسانی جن کا شیوہ ہو
بظاہر ہیں ملائم تر مگر اندر سے سنگیں دل
کفن باندھے ہوئے سر سے جہاد دین کی خاطر
پیام صلح کی تہ میں یہ کینہ تو زباں واعظ
"محبت کے لئے دل ڈھونڈ کوئی ٹوٹنے والا
ہے مذہب ان کا ہے زندہ اور وہ مذہب سے زندہ ہیں
خدا کے برگزیدوں کو بُرا کہنا! مجھے ڈر ہے
سوئے درگاہ مولیٰ راہ ہرگز پا نہیں سکتے
سمجھ بیٹھے ہیں اپنے آپ کو نعم البدل لیکن
کما سکتے نہیں مٹھی چنے بھی زور بازو سے
شغف ہے ناولوں سے عار اخلاقی کتابوں سے
کلام اللہ کے پڑھنے اور سننے سے کنارہ کش
ذرا تعلیم میں دیکھو تو ان کی تیز رفتاری
تدبر فہم علم و عقل یورپ۔ تو نہیں سیکھا
حریف لنگ اک مدت سے پہنچے بام رفعت پر
نہ دینداروں کے حلقہ میں نہ بے دینوں کے زمرہ میں
پہنچنا ہو خدا تک تو راہ اسلام سے جاؤ!
وہ اسلام حقیقی آج راہ احمدیت ہے۔
شمار اپنا جو ہو جائے غنیمت بس غنیمت ہے
بشر تھوڑے ہیں دنیا میں ہنر کے دیکھنے والے
ہر اک کو رشتۂ الفت میں باندھا جس طرح چاہا
کسی کی انتہا دنیا۔ کسی کی ابتدا عقبےٰ
کسی کو ناز دولت پر کسی کو زہد و تقوے پر

وہ تجھے میرے ظلمت خانۂ دل کے مکینوں میں"
کہاں پہنچے تجھے۔ بزم نبوت کے حسینوں میں
وگرنہ تھے درندہ آباد صحراؤں مدینوں میں
وہ جن کے روز و شب کٹتے چلے آتے تھے کینوں میں
جو ظلمت مدتوں کی تھی مکانوں اور مکینوں میں
امانت نے نہ پایا آپ کا ثانی امینوں میں
تو پھر کیونکر نہ ہو خاتم نبوت آفرینوں میں
جہالت سینوں میں بوئے جہالت پولینوں میں
سمجھتے ہیں جو اپنے آپ کو باریک بینوں میں
مگر مریمؑ کا ہو تو در نظر گردوں نشینوں میں
جو کل تک فرد تھے اقوام عالم کے ذہینوں میں
نہیں کچھ فرق ان میں گنگ ذہنوں ماتا دینوں میں
نہ آثار سعادت ہی عیاں ان کی جبینوں میں
پھر اس پر دعوئے باطل کہ ہم بھی ہیں متینوں میں
یہ ہیں وہ سانپ رہتے ہیں جو پنہاں آستینوں میں
پلنگان درندہ صوفیانہ پوستینوں میں
مگر جب وقت آجائے تو ہیں عزلت گزینوں میں
ستم ہے یوں ملا کر زہر دینا انگبینوں میں
یہ وہ مے ہے جسے رکھتے ہیں نازک آبگینوں میں"
لہو قلب و جگر کا جو بہاتے ہیں پسینوں میں
کہیں یہ خوئے بد ان کو نہ ٹھہرائے کمینوں میں
مئے نخوت جو پیتے ہیں خودی کے ساتگینوں میں
اگر پالا پڑے ان سے تو ہیں بئس القرینوں میں
تمنائیں مگر الجھی ہوئی خستہ یقینوں میں
تمیز ان کو نہیں کچھ سنگریزوں اور نگینوں میں
کھپے جاتے ہیں اخباروں۔ رسالوں۔ میگزینوں میں
اگر اے۔ بی پڑھیں ہفتوں میں تو سی۔ ڈی مہینوں میں
مگر کرزن نثا بن کر گئے ہیں یورپینوں میں
مگر یہ تیز رَو بانکے جوان اب تک ہیں زینوں میں
نہ داخل سخت جانوں میں نہ شامل نازنینوں میں
یہی اک دین مقبول خدا ہے سارے دینوں میں
سیاقوں اور سباقوں میں۔ قیاسوں اور قرینوں میں
محمدؐ کے غلاموں۔ خاکساروں۔ کمترینوں میں
زیادہ تر ملیں گے حرف گیر ان عیب چینوں میں
کوئی تھا بادیہ پیما۔ کوئی محمل نشینوں میں
کوئی نزدیک بینوں میں کوئی تھا دوربینوں میں
حسن تم کون بیچارے؟ دو تیرہ میں نہ تینوں میں

قادیان میں سکنی زمین خریدنے کا موقعہ

جلسہ کی رعایت سے فائدہ اٹھائیے

اس وقت محلہ دارالبرکات بمقابل ریلوے سٹیشن اور محلہ دارالرحمت قادیان میں اور نیز پرانی آبادی کے اندر عمدہ قطعات اراضی قابل فروخت موجود ہیں۔ حسب دستور جلسہ کے ایام میں قیمت میں رعایت دیجائیگی۔ خواہشمند احباب اس رعایت سے فائدہ اٹھا کر اپنی پسند کے قطعات خرید سکتے ہیں۔ قادیان کی آبادی اب خدا کے فضل سے بڑی سرعت کے ساتھ بڑھ رہی ہے اور لازماً کچھ عرصہ کے بعد موجودہ قیمتیں نہیں رہینگی اس لئے مستطیع احباب کو موجودہ موقعہ سے فائدہ اٹھانا چاہیئے بعض شرائط کے ماتحت غیر مستطیع احباب قطعوں میں بھی قیمت ادا کر سکتے ہیں۔ فقط۔ والسلام۔ خاکسار:۔ مرزا بشیر احمد

ضرورت نکاح

ضلع گجرات کے ایک شکیل معزز احمدی نوجوان کے لئے ایک نورانی کمال سے بہرہ ور رفیقہ زندگی کی ضرورت ہے۔ نوجوان موصوف ایف۔ اے۔ وی منشی فاضل -/۳۲ روپے ماہوار کا ٹیچر سکول ہے۔ آٹھ بیگھے قابل زراعت زرخیز اراضی کا مالک ہے۔ بصورت نقد و زیورات دو ہزار کی مالیت رکھتا ہے۔ مزید حالات بذریعہ خط و کتابت طے ہو سکتے ہیں۔ قومی تمیز کا چنداں خیال نہ ہوگا۔

معرفت:۔ مینیجر صاحب الفضل قادیان ضلع گورداسپور

وصیتیں

نمبر ۳۶۸۹۔ میں مسمی سردار بشیر احمد ولد سردار عبدالرحمن بی۔ اے قوم جٹ پیشہ ملازمت ساکن قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۲۰ جون ۱۹۳۲ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میں عہدہ اوورسیر محکمہ نہر ملازم ہوں۔ اور اس وقت میری تنخواہ ماہانہ -/۶۲ روپے ہے۔ سوائے اس کے اس وقت میری کوئی اپنی پیدا کردہ جائداد ملکیت نہیں ہے۔ حسب ہدایت تنخواہ ۱/۱۰ (دسواں حصہ) ماہوار صدر انجمن احمدیہ قادیان کو دیتا رہونگا اور میرے مرنے سے پہلے جو جائداد میں پیدا کرونگا۔ یا کسی اور ذریعہ سے جائداد مجھ کو ملے۔ جو میری ملکیت قرار دی جائے۔ تو صدر انجمن احمدیہ کو حق ہوگا۔ کہ اس کا ۱/۱۰ حصہ میری وفات کے بعد وصول کرے میرے کسی ورثا کو اس وصیت کے پورا کئے جانے میں مزاحمت کرنے کا حق نہ ہوگا۔ لہذا یہ چند حروف بطور وصیت گواہ ذیل کے روبرو تحریر کرتا ہوں کہ سند رہے۔

فقط۔ المرقوم ۲۰ جون ۱۹۳۲ء

العبد:۔ بشیر احمد بقلم خود اوورسیر حال ہیڈورکس مادھوپور

گواہ شد:۔ محمد شریف مولوی فاضل قادیان

گواہ شد:۔ محمد اشرف میاں فیملی لاہور حال ستری مادھوپور بقلم خود

نمبر ۳۶۱۲۔ مہنگا ولد راجہ قوم ارائیں پیشہ دوکانداری عمر ۳۰ سال ساکن گلانوالی علاقہ ڈاکخانہ بٹالہ ضلع گورداسپور میری اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ دکانداری پر ہے۔ میں اپنی آمد کا ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں میں تازیست اپنی ماہوار آمدن کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور میرے مرنے کے وقت جس قدر میرا متروکہ ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط العبد:۔ مہنگا۔ گواہ شد کرم داد

کتاب رہنمائے تبلیغ کا الہامی نام زجاجہ

ایک احمدی ملہم و صاحب کشف بزرگ اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:۔ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے زجاجہ آپ کے لئے خاص بشارت ہے اس میں آپ کی روحانی نورانی حالت کا نقشہ ہے اس سے خود آپ کا وجود مراد ہے اللہ تعالیٰ نے اس کو کتاب کے رنگ میں بھی ظاہر کر دیا۔ کتاب کے متعلق زجاجہ بطور پیشگوئی تھا جس کا اب ظہور ہو گیا۔ آپ کی کتاب بفضل اللہ عزوجل اکثر الناس کے لئے ہدایت کا موجب ہوگی۔ یہ کتاب بذریعہ منی آرڈر ۱۲/ اور بذریعہ وی پی ۱۲/ بعد محصول ڈاک فروخت ہوتی رہی ہے ایام جلسہ میں صرف ایک روپیہ میں چوہدری علی محمد صاحب کے مکان پر مسجد سے اور کتب فروشوں سے بھی مل سکیگی اخبار بین اصحاب کا تبلیغی فرض ہوگا کہ وہ اپنی انجمن کے جلسہ پر آنے والے اصحاب و دیگر احمدی احباب کو اس تبلیغی کتاب کے منگوانے کے متعلق بخوبی اطلاع کر دیں۔

راقم مؤلف کتاب "رہنمائے تبلیغ" سید طفیل محمد شاہ بر مکان چوہدری علی محمد صاحب متصل کوٹھی میر محمد اسحٰق صاحب قادیان

اشتہار

حیرت انگیز رعایت

جو لوگ اپنے خطوط ۲۷ و ۲۸ و ۲۹ دسمبر ۱۹۳۲ء کو ڈاکخانہ میں ڈالیں گے۔ یا دستی لیں گے۔ انہیں ایک روپیہ کی چیز آٹھ آنے میں ملے گی۔ کیونکہ موسم سرما جوبن پر ہے۔ اکسیر اکبر اور اکسیر البدن کے استعمال کے لئے یہ موسم بہت اچھا ہے۔ اور نیز ان ادویات کی شہرت اور یہ یقین دلانے کے لئے کہ درحقیقت یہ ادویات اپنے فوائد میں عجیب وغریب ہیں۔ جو لوگ جو اپنی فرمائش ٹھیک ۲۷ و ۲۸ و ۲۹ دسمبر کو ڈاکخانہ میں ڈالینگے یا دستی لینگے انہیں ۸ فی روپیہ رعایت پر یہ مفید اور مجرب ادویہ ملینگی۔ نیز ان ادویہ کی شہرت کے لئے یہ حیرت انگیز رعایت دی جارہی ہے۔ کیونکہ ہمیں یہ یقین ہے۔ کہ جو صاحب ایک دفعہ بھی ہم سے معاملہ کریں گے۔ وہ انشاء اللہ ہمیشہ کے لئے ہمارے گاہک بن جائیں گے۔ ورنہ اس قیمت پر تو کارخانہ کا اصل خرچ بھی پورا نہیں ہوتا۔ بیں لطف یہ کہ اگر خدانخواستہ فائدہ نہ ہو۔ تو اپنی قیمت واپس لو۔ اب اس سے بڑھ کر اور کیا تسلی ہوسکتی ہے۔

جناب قاضی اکمل صاحب ناظم الفضل

۱۲ جون ۱۹۳۲ء کے الفضل میں لکھتے ہیں کہ۔ نور اینڈ سنز کی ساختہ بعض ادویہ کا میں نے تجربہ کیا۔ مفید پائی گئیں۔ اور یہ امر موجب خوشی ہے۔ کہ منیجر صاحب نور اینڈ سنز کسی دوائی کا اشتہار نہیں دیتے۔ جب تک اسے مختلف آدمیوں پر آزما کر مفید ہونے کا اطمینان حاصل نہ کرلیں امید ہے۔ کہ احباب کرام بھی ادویات مشتہرہ سے فائدہ اٹھائیں گے"

موتی سرمہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ہے

ضعف بصر۔ ککرے۔ جلن۔ جالا۔ پھولا۔ خارش چشم۔ پانی بہنا۔ دھند غبار۔ پڑبال۔ ناخونہ۔ گوہانجنی۔ رتوندہ۔ ابتدائی موتیا بند۔ غرضیکہ یہ سرمہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ہے۔ جو لوگ بچپن اور جوانی میں اس کا استعمال رکھیں گے۔ وہ بڑھاپے میں اپنی نظر کو جوانوں سے بھی بہتر پائیں گے۔ قیمت فی تولہ ۲ نصف قیمت ایک روپیہ چار آنے ؛

حضرت مسیح موعودؑ کے خاندان مبارک میں تو موتی سرمہ ہی مقبول ہے۔ لہذا آپکو بھی یہی بہترین سرمہ ہی استعمال کرنا چاہئے

حضرت میاں بشیر احمد صاحب ایم۔ اے سلمہ اللہ تعالےٰ

تحریر فرماتے ہیں۔ کہ میں اس بات کے اظہار میں خوشی محسوس کرتا ہوں کہ میں نے آپ کے موتی سرمہ کو استعمال کرکے اسے بہت مفید پایا۔ گذشتہ دنوں مجھے یہ تکلیف ہوگئی تھی۔ کہ زیادہ مطالعہ یا تصنیف سے آنکھوں میں درد ہونے لگتا تھا۔ اور دماغ میں بوجھ رہنے کے علاوہ آنکھوں میں سرخی بھی رہتی تھی۔ ان ایام میں میں نے جب بھی آپ کا سرمہ استعمال کیا۔ مجھے یقینی طور پر فائدہ ہوا ؛

اکسیر البدن دنیا میں ایک ہی مقوی دوا ہے

کمزور کو زور آور اور زور آور کو شاہ زور بنانا اس اکسیر پر ختم ہے۔ بچوں کے استعمال سے کئی ناتوان اور تھکے ہوئے انسان از سرنو نئی زندگی حاصل کرچکے ہیں اگر آپ بھی عمدہ صحت پاکر پرلطف زندگی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ تو آج سے ہی اس کا استعمال شروع کردیں۔ اس کے استعمال کا یہ بہترین موسم ہے۔ ایک ماہ کی خوراک کی قیمت پانچ روپے نصف دو روپے آٹھ آنے

جناب شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم اکسیر البدن

کے متعلق تحریر فرماتے ہیں: "مکرمی جناب شیخ محمد یوسف صاحب موجد اکسیر البدن السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ میں نہایت مسرت اور شکرگزاری کے جذبات سے لبریز دل لیکر آپ کو یہ لکھ رہا ہوں۔ کہ میرے بیٹے عزیز یوسف علی کو پیشاب میں شکر وغیرہ آنے کی شکایت تھی۔ اس نے مجھے ولایت سے خط لکھا۔ میں نے آپ سے اکسیر البدن کی شیشی لے کر بھیج دی۔ اس تازہ ڈاک میں جو اس کا خط آیا۔ میں اس کا اقتباس بھیجتا ہوں۔ وہ لکھتا ہے۔ میری صحت جیسا کہ میں نے پہلے لکھا تھا۔ کہ مجھے پیشاب میں شکر وغیرہ آتی ہے اب خدا کے فضل سے بالکل آرام ہوگیا ہے۔ اور اس کی وجہ صرف یہ ہے۔ کہ وہ جو آپ نے ایڈیٹر صاحب نور والی دوائی اکسیر البدن بھیجی تھی۔ میں نے استعمال کرنی شروع کردی۔ جس سے پیشاب کی شکایت بالکل رفع ہوگئی۔ الحمد للہ اب پیشاب بالکل صاف اور تندرستی کا آتا ہے۔ بھوک خوب لگتی ہے۔ جو کھاؤں سو ہضم۔ چہرہ پر بشاشت اور جسم میں چستی۔ غرضیکہ ایک جوانی کا آغاز پاتا ہوں۔ نہایت اعلےٰ دوا ہے۔ ایک شیشی اور روانہ کریں۔ شیخ صاحب مجھے عزیز یوسف علی کے اس خط سے بہت ہی خوشی ہوئی۔ اور یہ دوسری مرتبہ اکسیر البدن نے میرے لخت جگر پر اپنا بے نظیر اثر کیا ہے۔ میں جب خود ولایت میں تھا۔ تو عزیز محمد داؤد کو اس کا استعمال کرایا گیا۔ اس کی صحت مخدوش تھی۔ اور امراض پھیپھڑے کا خدشہ تھا۔ ...... مگر خدا نے اکسیر البدن کے ذریعہ سے ان خطرات سے اسے بچالیا۔ اور اب میرے دوسرے بیٹے پر اپنا اعجازی اثر کیا ہے۔ میں اس ایجاد پر آپ کو مبارک باد دیتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں۔ کہ اس نافع الناس دوا کے لئے خدا تعالےٰ آپ کو اجر عظیم دے۔ یہ دوائی فی الحقیقت اکسیر البدن ہے۔ اور میں ہر شخص کو اس کے استعمال کی تحریک کرنے میں دلی مسرت محسوس کرتا ہوں"

اکسیر اکبر

جس کا اثر مستقل ہے۔ اکسیر البدن کے علاوہ اس میں مزید حسب ذیل اجزا شامل ہیں۔ سونے کا کشتہ۔ کستوری۔ موتی عنبر وغیرہ اس کے فوائد کے کیا کہنے ایک ہی لاثانی دوا ہے۔ اس کی موجودگی نے طبی دنیا کو ایک نئی روح پھونک دی ہے۔ مفصلہ ذیل نئی اور پرانی امراض میں اس کا اثر فوری اور مستقل ہے۔ ضعف دل۔ ضعف دماغ۔ ضعف اعصاب۔ ضعف ہضم۔ قبل از وقت بالوں کا سفید ہوجانا۔ دل کی دھڑکن۔ سر کا چکرانا۔ آنکھوں میں اندھیرا آنا جسمانی سستی۔ اداسی۔ ذرا سے کام سے دل کا بیٹھنا جسم کی کمزوری وغیرہ بیماریوں کے لئے یہ اکسیر بفضل خدا آخری اور یقینی علاج ہے دکت کے مقابلہ میں قیمت برائے نام یعنی ایک ماہ کی خوراک کی قیمت ۱۰ روپے نصف قیمت ۵ روپے

اکسیر اکبر سے ۵۴ سالہ اٹھارہ سالہ نوجوان بن گیا جناب ڈاکٹر شیر محمد صاحب عالی اسسٹنٹ سرجن نوشہرہ ضلع کرنال

سے لکھتے ہیں: اکسیر اکبر کی ایک ماہ کی خوراک جو آپ سے منگوائی تھی۔ ایک مریض کو جسکی عمر ۵۴ سال سے تجاوز کرچکی تھی۔ اور جسکو کمزوری تقریباً بیس سال سے تھی استعمال کرائی گئی۔ دوران استعمال میں ایک حیرت انگیز تبدیلی اس کے جسم میں رونما ہوئی جو سینکڑوں مقوی ادویہ کے کھانے سے بھی آج تک نہ ہوئی تھی یعنی اکسیر اکبر کے استعمال سے اس کی صحت ایسی ہوگئی جیسے اٹھارہ سال کے نوجوان کی ہوتی ہو گویا اس کا عالم ہی بدل گیا

اکسیر بواسیر

یہ نامراد موذی مرض انسان کا خون نچوڑ کر ہڈیوں کا پنجر اور زندہ درگور بنا کر زندگی تلخ کردیتا ہے۔ اس کی مصیبت کو کچھ وہی بہتر سمجھ سکتا ہے جسے بدقسمتی سے اس موذی مرض سے سابقہ پڑا ہو۔ ہماری یہ اکسیر اس ظالم مرض کو خواہ کسی قسم کا ہو۔ زیادہ سے زیادہ چودہ دن کے استعمال سے جڑ سے اکھاڑ کر نیست و نابود کردیتی ہے قیمت تین روپے نصف قیمت ڈیڑھ روپیہ

موتی دانت پوڈر

میلے دانت جملہ بیماریوں کا گھر ہیں۔ اگر آپ اپنی صحت کو ضروری سمجھتے ہیں تو آج ہی اس کا استعمال شروع کردیں۔ جو دانتوں کی جملہ بیماریوں کو دور کرکے انہیں فولاد کی طرح مضبوط بناکر موتیوں کی طرح چمکاتا۔ اور بدبوئے دہن کو دور کرکے پھولوں کی سی مہک پیدا کرتا ہے قیمت دو اونس کی شیشی جو دو ماہ کے لئے کافی ہے۔ ایک روپیہ نصف قیمت ۸

تریاق اعظم

اس ایک ہی تریاق سے سرسے کر پاؤں تک کی جملہ بیماریوں کا علاج کر لیجئے گھر میں اس تریاق اعظم کی شیشی کی موجودگی ڈاکٹروں اور حکیموں کی ضرورت سے بے نیاز کردیتی ہے سفر میں اس کی شیشی کا آپکے پاکٹ اور سوٹ کیس میں ہونا۔ اس بات کی دلیل ہے۔ کہ ہسپتال کی جملہ ادویہ آپ کی پاکٹ میں ہیں۔ اس کا ہر قطرہ میں آب حیات اور ہر مرض کے لئے اکسیر ہے ایک قطرہ کے حلق سے اترتے ہی مرض جسم میں بجلی کی طرح دوڑ جاتی ہے۔ سر کے درد۔ پسلی کے درد۔ گٹھیا کے درد۔ عرق النساء کے درد۔ قولنج کے درد۔ معدہ کے درد۔ جگر کے درد۔ نقرس کے درد۔ غرضیکہ جملہ اقسام کے دردوں کے لئے اکسیر ہے ناسور۔ جلے ہوئے۔ آبلوں۔ متلی۔ بخار۔ سیفد کے لئے اکسیر تعدہ کوہ قریباً ۲۰۰ امراض کا یہ ایک ہی علاج ہے بمفصل حالات ترکیب استعمال میں ملاحظہ کیجئے قیمت فی شیشی دو روپیہ چار آنے نصف قیمت ایک روپیہ دو آنے

اکسیر معدہ

ہیضہ۔ بدہضمی۔ کمی بھوک۔ درد شکم۔ اپھارہ۔ بادگولہ۔ پیٹ کا گڑگڑانا۔ کھٹی ڈکاریں قے۔ جی کا متلانا۔ جگر تلی کا بڑھ جانا۔ سر چکرانا۔ کرم شکم۔ قبض۔ اسہال۔ نزلہ کھانسی۔ زکام کے لئے تیر بہدف ہے۔ دودھ۔ گھی۔ انڈے۔ بالائی۔ مکھن وغیرہ ہضم کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ دماغ حافظہ ذہن کو تقویت دینے کمزور اور دماغی کام کرنے والوں کے لئے بے نظیر چیز ہے قیمت دو روپیہ نصف قیمت ایک روپیہ غیر ممالک کے لئے ۲۷ و ۲۹ جنوری کی تاریخیں مقرر کی جاتی ہیں قیمت پیشگی آنی چاہئے۔ کیونکہ غیر ممالک میں وی۔ پی نہیں جاسکتا ؛

ملنے کا پتہ

منیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

ملنے کا پتہ منیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان دارالامان ضلع گورداسپور پنجاب

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

الہ آباد میں ۲۳ دسمبر سے نام نہاد ملاپ کانفرنس شروع ہوگئی ہے معلوم ہوا ہے کہ مسلمانوں کی طرف سے یہ مطالبہ کیا گیا ہے کہ سکھوں کو پنجاب میں اور ہندوؤں کو سندھ میں جو تحفظات دئے گئے ہیں۔ وہ منسوخ کر دئے جائیں۔ سکھ بھی پہلے معاہدہ میں بعض ترامیم پیش کرنا چاہتے ہیں۔

لندن سے رائٹر کا ایک تار مظہر ہے۔ کہ مصر میں برطانوی ریذیڈنسی پر بم پھینکا گیا۔ لیکن کوئی نقصان جان نہیں ہوا۔ ابھی تک کوئی گرفتاری عمل میں نہیں آئی۔

الور کی مسلمانوں اور دربار کے درمیان جو سمجھوتہ ہوا ہے اس کا متن شائع ہو گیا ہے۔ ریاست نے ۲۹ مئی کے بلوے کے تمام ملزموں کو رہا کر دینے نیز رام دیال کے قاتلوں کی رہائی کا وعدہ کیا ہے۔ مسجدیں مسلمانوں کے قبضہ میں دیدی جائینگی۔ تمام ریاستی سکولوں میں اردو لازماً پڑھائی جائیگی۔ ہندی پڑھانا لازمی نہیں ہوگا انجمن خادم المسلمین کو مذہبی۔ سوشل اور تعلیمی کام کرنے کی اجازت ہوگی۔

برما کونسل میں علیحدگی برما کے مخالفین نے ۱۲ دسمبر کو چار تحریکات پیش کرنی چاہیں۔ جنہیں صدر نے خلاف قانون قرار دیدیا۔ اس پر اس کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک پیش کی گئی۔ جو ۵۲ کے مقابلہ میں ۶۰ ووٹوں کی کثرت سے منظور ہوگئی

گول میز کانفرنس کے متعلق تازہ اطلاع مظہر ہے کہ سپرو گروپ کے گیارہ ڈیلیگیٹوں نے لارڈ سانکی کے نام ایک خط لکھا ہے کہ گورنمنٹ فیڈریشن کے اجراء کی تاریخ معین کرے۔ اس میں یہ بھی لکھا گیا ہے کہ کانفرنس نے کوئی نمایاں ترقی نہیں کی۔ نیز فوج کے متعلق وزیر ہند کی تقریر پر عدم اطمینان کا اظہار کیا ہے

مقدمہ سازش لاہور (بھگت سنگھ والا) کے تین قیدی (جو) راجمندری (مدراس) جیل میں ہیں۔ انہوں نے مطالبہ کیا تھا۔ کہ مقدمہ سازش کے تمام اسیروں کو بی کلاس دی جائے۔ اور چونکہ یہ منظور نہ کیا گیا۔ اس لئے بھوک ہڑتال کر دی۔ اس سلسلہ میں ۱۳ دسمبر کو ایک وفد ہوم ممبر مدراس سے ملا۔ اور درخواست کی۔ کہ ہڑتالیوں کی جان بچائی جائے۔ ہوم ممبر نے ہمدردانہ غور کا وعدہ کیا ہے۔

لکھنؤ کی نام نہاد آل پارٹیز مسلم کانفرنس کے متعلق معاصر ہمدم لکھنؤ نے لکھا ہے کہ مسلمانان لکھنؤ نے اس کا مکمل بائیکاٹ کر رکھا تھا۔ اور کوئی بھی سربرآوردہ مسلمان اس میں شریک نہیں ہوا۔ حالانکہ منتظمین نے انہیں مفت ٹکٹ مہیا کئے تھے۔

ریاست کشمیر نے لاہور کے اخبار گورگھنٹال کا داخلہ حدود ریاست میں ممنوع قرار دیدیا ہے۔

پنجاب کونسل کے صدر دروازہ پر ۵ نومبر کو پکٹنگ کرتے ہوئے تین کانگرسی والنٹیر گرفتار کئے گئے تھے۔ جنہیں ۱۲ دسمبر کو لاہور کی ایک عدالت سے چھ چھ ماہ قید اور پچیس پچیس روپیہ جرمانہ یا بصورت عدم ادائیگی مزید دو دو ماہ قید کا حکم سنایا۔ ملزمین نے بیان کیا۔ کہ ہمیں ضلع کانگڑہ سے ۸ روپیہ مزدوری پر بھرتی کر کے لاہور لایا گیا تھا۔ اور کام کی نوعیت وغیرہ کے متعلق ہمیں کوئی علم نہ تھا۔ ایک ملزم نے معافی مانگی۔ اس لئے اسے صرف تین ماہ قید کی سزا دی گئی۔

جموں کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ مہاراجہ صاحب کشمیر ۱۸ دسمبر کو لاہور آرہے ہیں۔ جہاں آپ پولو کھیلیں گے۔ اور اس کے بعد غالباً آپ دہلی بھی جائیں گے۔

آل انڈیا مسلم کانفرنس کا ایک اجلاس کلکتہ میں جلد از جلد منعقد کرنے کی زیر دست تیاریاں ہورہی ہیں۔ مجلس استقبالیہ مرتب ہو چکی ہے۔ جس کے صدر مسٹر ایچ۔ ایس۔ سہروردی مقرر ہوئے ہیں۔

میرٹھ کالج کے طلبہ نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ اپنے ہوسٹل کی ٹٹیاں اپنے ہاتھ سے صاف کیا کریں گے۔ بہت اچھا فیصلہ ہے

گورو وایور مندر کے ٹرسٹی زمورن نے اعلان کیا ہے کہ مندر میں اچھوتوں کے داخلہ کے متعلق میں نے اپنی رائے میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔ اور مجھے امید ہے۔ کہ آئندہ بھی اس میں تبدیلی کا کوئی موقعہ پیدا نہیں ہوگا۔

بمبئی میں سپرٹ کے چولہے (سٹوو) کے باعث چونکہ آئے دن گجراتی لڑکیوں کے جل مرنے کی وارداتیں بکثرت ہورہی ہیں۔ اس لئے کارونر نے حکومت سے سفارش کی ہے کہ ایک ایسا قانون بنایا جائے۔ جس کے رو سے اس کا استعمال جرم قرار دیا جائے۔ اور اس کی خلاف ورزی پر سزائے قید بامشقت دی جائے۔

حصار ڈسٹرکٹ کے ہندوؤں نے الہ آباد کانفرنس کے سامنے یہ تجویز پیش کی ہے کہ اضلاع۔ دہلی۔ میرٹھ۔ آگرہ۔ روہیلکھنڈ اور انبالہ ڈویژن کو ملا کر ایک علیحدہ صوبہ بنا دیا جائے۔ کیونکہ اس طرح پنجاب کے مسئلہ کا حل آسان ہو جائیگا۔ گویا ہندو اکثریت کا ایک اور صوبہ بنا دیا جائے۔

مسٹر ایم۔ کے۔ اچاریہ جو پہلے اسمبلی کی سوراجی پارٹی کے ایک رکن تھے۔ قضیہ گورو وایور مندر کے متعلق ایک بیان شائع کیا ہے جس میں لکھا ہے کہ گاندھی جی چونکہ سناتن دہرمی نہیں ہیں۔ اس لئے اچھوتوں کو داخل کر کے وہ ہمارے مندروں کو بھرشٹ کرنا چاہتے ہیں۔ جسے کوئی سناتن دہرمی برداشت نہیں کر سکتا۔ رائے عامہ کے ذریعہ فیصلہ کا طریق بھی غلط ہے مذہبی امور کا فیصلہ رائے عامہ کے ذریعہ نہیں کیا جا سکتا۔

لاہور میں چیچک کی وجہ سے گذشتہ ڈیڑھ ماہ کے عرصہ میں دو سو سے زیادہ موتیں ہو چکی ہیں اور پانسو سے زیادہ اشخاص اس میں مبتلا ہو چکے ہیں۔

سابق قیصر جرمنی کے مستقر پر ۱۳ دسمبر کو ایک چھرے چاقو اور ریوالور سے مسلح ایک نامعلوم جرمن پکڑا گیا ہے خیال کیا جاتا ہے کہ اس شخص نے سابق قیصر کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا۔

اچھوت ادہار کی تحریک کے سلسلہ میں گاندھی جی کو سناتنیوں کی طرف سے نہایت غیظ و غضب سے لبریز خطوط موصول ہو رہے ہیں جن میں وہ لکھتے ہیں کہ آپ ہندو دہرم کو بھرشٹ کر رہے ہیں شنکر اچاریہ نے ایک انٹرویو میں کہا کہ اگر گورنمنٹ نے اس تحریک کو تقویت دینے کے لئے کوئی ایسا قانون بنایا۔ جس سے اچھوتوں کو مندروں میں داخلہ کی اجازت ہو گئی۔ تو اس سے سخت فرقہ وارانہ فسادات ہونگے۔ اور یہ کہ میں اچھوت ادھار کے خلاف پوری سرگرمی سے جدوجہد کرونگا۔

الہ آباد کانفرنس میں روز بروز سخت ناکامی کے آثار دکھائی دے رہے ہیں۔ ہندو اخبارات کے بیان کے مطابق مسئلہ مشترکہ انتخاب کے بھی خلاف ہو گئے ہیں۔ اور انہوں نے پہلے فیصلوں میں بہت سے ترامیم پیش کی ہیں۔

مقدمہ سازش میرٹھ میں فیصلہ سنانے کے لئے ۱۵ جنوری کا دن مقرر کیا گیا ہے۔ سنا گیا ہے کہ اس کا فیصلہ ڈیڑھ ہزار فلسکیپ کاغذوں پر لکھا جائیگا۔

اسمبلی میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے ریلوے ممبر نے بیان کیا کہ ۱۹۳۱ء میں تخفیف کی وجہ سے چالیس ہزار ریلوے ملازموں کو برطرف کیا گیا ہے۔ ان میں مزدور بھی شامل ہیں اور کلرک بھی۔ افسروں کی ۴۳۱ اسامیاں منسوخ کی گئیں۔ اور ۱۸ افسروں کو ڈسچارج کیا گیا۔

مہنت نرائن داس کو پنجاب گورنمنٹ نے پولیس کی زیر حراست ہردوار بھیج دیا ہے معلوم ہوا ہے کہ اس نے پچھلے دنوں قید سے رہا ہو کر ننکانہ صاحب میں کچھ شورش پیدا کر دی تھی۔

آرڈی نینس بل کونسل آف سٹیٹ میں بھی ۱۴ دسمبر پاس کر دیا گیا ہے۔

پٹنہ میں چند قدامت پسند برہمنوں کی ایک کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس میں یہ ریزولیوشن پاس کیا گیا ہے کہ ہندو مندروں میں اچھوتوں کو داخل نہیں کیا جانا چاہیئے اور یہ کہ گاندھی جی اپنی پولیٹیکل

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا یا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی